ولا یبدین زینتهن إلا ما ظهر منها

خواتین کی زیب و زینت

کے شرعی احکام اور اُن کی سائنسی حکمتیں



مفتی ضیاء الرحمٰن



مکتبۃ السعید

ملحق جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی

نام کتاب	خواتین کی زیب وزینت کے شرعی احکام
مصنف	مفتی ضیاء الرحمٰن
باہتمام	بندہ عارف سعید
کمپوزنگ	عرفان انور مغل Cell:0300-2959238
پبلشر	مکتبۃ السعید، شاہ فیصل کالونی کراچی
سنِ اشاعت	2005ء......۱۴۲۶ھ۔
تعداد	1100
تزئین	M.G.C.S

ملنے کے پتے

☆مکتبۃ السعید
☆اقبال نعمانی
☆بیت الکتب
☆مکتبہ عمر فاروق
☆مکتبہ فاروقیہ
☆زمزم پبلشرز
☆مکتبۃ الحرم
☆مکتبہ انعامیہ
☆قدیمی کتب خانہ

تقریظ

Dr. MANZOOR AHMED MAINGAL
Lecturer of Hadith,
Farooquia Islamic University, Karachi
P.H.D. Jamshoro University, Sindh
Phone: 021-4596834, 4571132



دکتور منظور احمد مینگل
استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی
پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سندھ یونیورسٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

ارشاد خداوندی "الیوم أكملت لكم دينكم" کو نازل ہوئے صدیاں گزر گئیں، جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے اور نئے حوادث ومسائل پیش آتے ہیں اسلام کی حقانیت کا اعتقاد مزید پختہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ صرف یہی ایسا دین ہے جس میں تاقیامت پیش آمدہ مسائل کا حل موجود ہے۔

ترقی کی دوڑ میں جہاں دیگر نئی اشیاء ظہور پذیر ہو رہی ہیں وہیں آئے دن زیب وزینت سے متعلق نت نئے فیشن، ملبوسات وغیرہ بھی وجود میں آ رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ زیب وزینت سے متعلق تمام احکام کو یکجا کر کے اسلامی نقطہ نظر کو واضح کیا جائے۔ فاضل مؤلف مفتی ضیاء الرحمٰن استاذ جامعہ فاروقیہ نے اس ضرورت کو نہایت ہی احسن طریقے سے پورا کیا اور نہ صرف زیب وزینت کے شرعی احکام کو جمع کیا بلکہ ہر مسئلے کی دلیل کے ساتھ ساتھ سائنسی وطبی لحاظ سے اس کے فوائد ومضرات کو بھی بیان کیا۔

مذکورہ کتاب اس قابل ہے کہ ہر مسلم خاتون اسے اپنے مطالعے میں رکھے۔ اللہ رب العزت ان کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔

منظور احمد مینگل ۱/۷/۲۰ م۔

فہرست مضامین

☆......☆......☆

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق مکمل ہدایات موجود ہیں۔ اسلام کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسلام نے ہر معاملے میں اس پہلو کو اپنانے کا حکم دیا ہے جو حد اعتدال میں ہو۔ اسلامی ضابطہ حیات میں حد اعتدال سے کمی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی حدِّ اعتدال سے بڑھنے کو قابل ستائش سمجھا جاتا ہے۔

زیب وزینت، حسن وجمال زندگی کا اہم پہلو ہے۔ اسلام نے اس کے متعلق بھی ایسی جامع ہدایات دیں جو نہ حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں اور نہ ہی اس سے کم ہیں مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں اس بات کی ترغیب دی کہ حق تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار ایک مطلوب عمل ہے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے مال ودولت عطا کی ہے تو اسے اپنے لباس کی عمدگی سے ظاہر کیا جائے، وہیں یہ بھی بتایا کہ باوجود قدرت واختیار کے ترک زیب وزینت پر آخرت میں بڑا رتبہ عطا ہوگا۔

بالوں کو سلیقے سے رکھنے کا حکم دیا تو روزانہ کنگھی کرنے سے منع بھی فرمایا۔ جوتا پہننے کی ترغیب دی تو ساتھ ہی کبھی ننگے پاؤں چلنے کا بھی حکم دیا۔ عورتوں کے لئے

ریشم کو حلال قرار دیا تو اپنے اہلِ بیت کو یہ ترغیب بھی دی کہ ایسے کپڑے پہنیں جن میں پیوند لگے ہوں۔ خود کبھی طیلسانی جبہ اور نقشی چادر استعمال فرمائی تو یہ بھی فرمایا: ''سادگی حسنِ ایمان کی علامت ہے''۔

غرضیکہ نہ تو بے ڈھنگے لباس، پراگندہ بالوں کو پسند کیا اور نہ ہی آرائش وآسائش میں مبالغے کی تعریف کی، بلکہ سادگی وصفائی کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔

یوں تو زیب وزینت، حسن وجمال کا خوگر ہر کوئی ہے لیکن عورتیں اپنی خاص طبیعت کی وجہ سے اس میں کچھ زیادہ ہی دلچسپی لیتی ہیں گویا کہ زیب وزینت ان کی فطرت میں داخل ہے۔ شریعت مطہرہ نے بھی ان کی خواہشات کا لحاظ کرتے ہوئے عورتوں کے لئے احکام کو قدرے نرم رکھا، اور انہیں کئی ایسی چیزیں استعمال کرنے کی اجازت دی جنہیں مردوں کے لئے حرام قرار دیا۔

اگرچہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے زیب وزینت کے باب میں قدرے گنجائش ونرمی اختیار کی لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں پابند کیا کہ ایسا کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائیں جس سے فتنے کو تقویت ملے اور بے حیائی وفحاشی کا دروازہ کھل جائے۔ اس سلسلے میں شریعت نے عورتوں کو پابند کیا کہ سوائے محارم کے کسی کے سامنے زیب وزینت کا اظہار نہ کریں۔

زیب وزینت، بناؤ سنگھار کے اظہار کی اجازت صرف شوہر اور محارم کے سامنے ہے، ان میں شوہر اصل ہے کیونکہ عادۃً عورتیں چنداں اس بات کی خواہاں نہیں ہوتیں کہ اپنے والد، بھائی وغیرہ کے سامنے اظہارِ زینت کریں، بلکہ دیندار وشریف

گھرانوں میں اسے نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے کہ بیٹی یا بہن، والد و بھائی کے سامنے بن ٹھن کر رہے۔

جب اصل مقصد شوہر کو خوش وراضی کرنا ہے تو شوہر کے لئے زیب وزینت کرنا یہ ہے کہ گھر میں ہی زیب وزینت کی جائے، نہ کہ باہر نکلتے وقت۔ گھر میں سادہ لباس اور عام حالت میں رہنا اور باہر نکلتے وقت خوب اہتمام کرنا شرعاً کسی صورت جائز نہیں۔ یہ زیب وزینت شوہر کے لئے نہیں بلکہ اجانب وغیر محارم کے لئے ہے۔

علامہ ابن حاج مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ہمارے زمانے میں عورتوں نے احکام شرع کی پاسداری تو کجا مخالفت کی ٹھانی ہے، چنانچہ گھروں میں اپنی عادت کے مطابق میلے لباس، پراگندہ بالوں اور پسینے میں شرابور رہتی ہیں، اگر کوئی اجنبی بھی انہیں دیکھے تو نفرت وناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گا تو شوہر کا دل کس طرح ان کے ساتھ رہنا گوارا کرے گا۔ لیکن جب یہی عورتیں باہر نکلنے کا ارادہ کرتی ہیں تو عمدہ سے عمدہ لباس وزیورات سے مزین ہوکر راستے کے درمیان یوں چلتی ہیں جیسے کوئی نئی نویلی دلہن ہو۔ یہ سب سنت سے غفلت واعراض اور سلف صالحین کے طریقے کی خلاف ورزی ہے (۱)۔

زیب وزینت کے باب میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ ایسا انداز اختیار نہ کریں جس سے تشبہ بالرجال یا تشبہ بالفاسقات مترشح ہو۔ اور نہ ہی یہ سمجھیں کہ شریعت کی مباح کردہ ہر صورت پر بیک وقت عمل کرنا لازم ہے، لہٰذا زیب وزینت

---

(۱) (المدخل لابن الحاج: ۱/۲۴۴-۲۴۵، دار الفکر).

کے سلسلے میں تمام جائز صورتوں پر بیک وقت عمل کیا جائے۔ اگرچہ فی نفسہ وہ تمام صورتیں جائز ہیں لیکن ان میں مبالغے سے کام لینا جائز نہیں۔

موجودہ معاشرے میں کنواری اور بے شوہر عورتوں کے لئے صفائی وسادگی، زیب وزینت سے بدرجہا بہتر ہے۔ شادی شدہ عورتوں کے لئے بھی مناسب ہے کہ شوہر کی پسند اور ناپسند کا لحاظ کرتے ہوئے صرف ان چیزوں کو اختیار کریں جو از روئے شرع جائز ہوں۔ بازاری اور فاسق عورتوں کی دیکھا دیکھی کسی ایسی چیز کو اختیار نہ کریں جسے وہ پہلے استعمال نہیں کرتی تھیں۔

اگر صفائی وسادگی اور حسن حقیقی پر اکتفاء کرتے ہوئے باطنی حسن کو اپنے کردار وافعال سے اجاگر کریں تو یہ مصنوعی وبناوٹی حسن سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ اصل حسن وجمال اخلاق وکردار کا حسن ہے۔

لیس الجمال لوجهٍ صحَّ مارِنُه　　　أنفُ العزيز بقطع العز يُجتدَعُ

ترجمہ:

حسن وجمال صرف خوبصورت چہرے کا نام نہیں بلکہ عزت وشرافت کا بھی حسن وجمال میں دخل ہے کیونکہ باوجود خوبصورتی کے شرافت پر دھبہ لگے تو سارا حسن ماند پڑ جاتا ہے۔

متنبی حسن حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ما أوجُه الحَضَر المُستَحسنات به　　　كـأوجـه البدويات الرعا بيب

حُسنُ الـحضارة مجلوبٌ بتطريةٍ　　　وفي البداوة حسنٌ غير مجلوب

أفدی ظباء فلاۃٍ ما عرفن بھا مضغ الکلام ولا صبغ الحواجیب
ولا برزن من الحمام مائلةً أوراکھن صقیلات العراقیب

ترجمہ:

شہر کی حسین عورتوں کے چہرے کہاں دیہاتی حسیناؤں کے گداز چہروں کے برابر ہو سکتے ہیں۔

کیونکہ شہری حسن مصنوعی اور بناوٹی ہے۔ جسے کریم، پاؤڈر کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے اور دیہاتی حسن حقیقی حسن ہے جو کسی مصنوعی چیز سے حاصل شدہ نہیں ہوتا۔

گاؤں کی بھولی بھالی، حسن و جمال میں ہرن کی مانند حسیناؤں پر میں قربان جاؤں، جنہوں نے نہ تو شہری عورتوں کی طرح بناوٹی اور جاذب قلب انداز میں بات کرنا سیکھا اور نہ ہی ابروؤں کو رنگین کرنے سے واقف ہیں۔

اور نہ ہی حمام سے اس حال میں نکلتی ہیں کہ ان کے سرین (بوجہ مصنوعی سرین مامٹک کر چلنے کی وجہ سے) اٹھے ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کی پنڈلیاں صاف ہوتی ہیں۔

زیرِ نظر رسالے میں اکثر احکام کا دارومدار تشبہ پر ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ تشبہ کی کچھ وضاحت کی جائے۔

تشبہ کی بحث اور اقسام

تشبہ کے متعلق مشہور ہے کہ ''تشبہ کا حکم اس وقت لگایا جائے گا جبکہ تشبہ کی

نیت وارادہ بھی ہو یا اس انداز میں کام کیا جائے کہ دیکھنے والے کا ذہن پہلی نگاہ میں ہی یہ فیصلہ کرے کہ یہ فلاں کے ساتھ مشابہت ہے''۔

مذکورہ بات تشبہ کی تمام اقسام کو شامل نہیں کیونکہ تشبہ کی مختلف اقسام ہیں:

۱-تشبہ صوری: ایسا کام کرنا جس میں صورۃً مشابہت پائی جائے اور تشبہ کا قصد وارادہ نہ ہو۔

۲-تشبہ حقیقی: قصد وارادے سے بنیت تشبہ کسی کام کو کرنا۔

ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: ۱-تشبہ فی الحرام، ۲-تشبہ فی غیر الحرام۔

تشبہ صوری فی غیر الحرام کی تو گنجائش ہے کیونکہ وہاں قصد وارادہ ہی نہیں ہوتا، البتہ باقی اقسام: تشبہ صوری فی الحرام، تشبہ حقیقی فی الحرام، تشبہ حقیقی فی غیر الحرام ممنوع اور ناجائز ہیں۔

قال فی الفتاوی المهدية : " فالمراد بالتشبه المذكور [أی فی قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم : "من تشبه بقوم فهو منهم"] التشبه ولو فی بعض الأمور ، ثم التشبه بالكفار قد يكون صورياً بأن يفعل كفعلهم من غير قصد تشبه بهم ،وقد يكون حقيقياً بأن يفعل ذلك قاصداً التشبه بهم، وعلى كل إما أن يتشبه بهم فی محرم أولا ، فإن فی الأول فهو آثم مطلقاً قصد أو لم يقصد، وإن فی الثانی إن قصد أثم وإلا فلا"(۱).

---

(۱) الفتاوی المهديةفی الوقائع المصرية ، كتاب الحظر والإباحة: ۳۰۸/۵،المكتبة العربية كويٹه.

صاحب البحر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تشبہ حرام اسے کہا جاتا ہے جو ان اشیاء میں ہو جن کی مذمت بیان کی گئی ہے اور (اسی طرح) جہاں قصداً وارادۃً تشبہ اختیار کی جائے (اگرچہ وہ چیز مذموم نہ ہو)۔

"إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبه "(۱).

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تشبہ کے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

وہ رومال جو سر کی مانگ اور اوپری حصے کو ڈھانکتا ہے، لٹکے ہوئے بالوں کو نہیں ڈھانکتا بچوں کے لباس میں سے ہے، جو عورت اسے استعمال کرتی ہے وہ ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہے، اور سب سے پہلے جن عورتوں نے اسے استعمال کیا تھا، ان کی نیت تشبہ کی تھی ...... پھر کبھی شریف عورت بھی یہ کام بلا قصد تشبہ کرتی ہے، لیکن در حقیقت وہ اپنے اس فعل سے مردوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہوتی ہے۔

" الحمد لله ! الكوفية التي بالفرق والدائر من غير أن تستر الشعر المسدول هي من لباس الصبيان ، والمرأة اللابسة لذلك مشبهة بهم ، وهذا النوع قد يكون أول من فعله من النساء قصدت التشبه بالمردان كما يقصد بعض البغايا أن تضفر شعرها ضفيراً واحداً مسدولاً بين الكتفين وأن ترخي لها السوالف وأن تعتم ، لتشبه المردان في العمامة والعذار والشعر ، ثم قد تفعل الحرة ذلك لا تقصد ذلك ، لكن هي في

(۱) البحر الرائق ، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة: ۱۸/۲ ، رشيديه.

ذلك مشبهة بالرجال "(١).

سبب تشبہ بھی ممنوع ہے

بلکہ بعض مواقع میں تو سداً للباب کسی ایسے فعل سے منع کیا جاتا ہے جو مفضی إلی التشبہ ہو۔ اگر چہ اس فعل میں تشبہ کا قصد وارادہ نہ ہو، چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" فأما من فعل الشيء واتفق أن الغير فعله ولم يأخذه أحدهما عن صاحبه ففي كون هذا تشبهاً نظر ، لكن قد ينهى عن هذا لئلا يكون ذريعة إلى التشبه ؛ ولما فيه من المخالفة "(٢).

"اگر کسی نے کوئی کام کیا اور اتفاق سے دوسرے شخص نے بھی وہ کام پہلے کو دیکھے بغیر کیا تو اس کے تشبہ ہونے میں اشکال ہے لیکن پھر بھی اس سے منع کیا جائے تا کہ یہ تشبہ کا سبب نہ بن جائے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ممانعت کی علت یہود کی ہیئت وشکل قرار دی، ممانعت کی علت بیان کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ علت (یہود کی ہیئت وشکل) مکروہ ہے جس کو ترک کرنا مطلوب ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہود

---

(١)(مجموعة الفتاوى لشيخ الإسلام ، باب شروط الصلاة ، سئل عن لبس الكوفية : ٩١/٢٢ مكتبة العبيكان) .

(٢) (اقتضاء الصراط المستقيم : ٨٣ ، مطابع المجد التجارية) .

کی ہیئت وشکل -حتی کہ بالوں میں بھی- چھوڑنی لازم ہے۔

"علل النهى عنهما بأن ذلك من زى اليهود ، وتعليل النهى بعلة توجب أن تكون العلة مكروهة مطلوبا عدمها ، فعلم أن زي اليهود -حتى فى الشعر - مما يطلب عدمه ، وهو المقصود "(١).

نیز فرماتے ہیں: "یہ بات پہلے گزر چکی کہ یہود ونصاری کی مخالفت میں جس چیز کا اللہ اوراس کے رسول نے حکم دیا اس پر عمل لازم ہے، چاہے اس کا فاعل تشبہ کا قصد کرے یا نہ کرے، اسی طرح یہود ونصاری کی مشابہت سے جو منع کیا وہ بھی عام ہے، مشابہت کا قصد ہو یا نہ ہو"۔

" وقد تقدم بيان أن ما أمر نا الله ورسوله به من مخالفتهم مشروع سواء كان ذلك الفعل مما قصد فاعله التشبه بهم أو لم يقصد ، كذلك ما نهى عنه من مشابهتهم يعم ما إذا قصدت مشابهتهم أو لم تقصد "(٢).

مذکورہ تصریحات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مذموم ومکروہ میں تحقق تشبہ کے لئے قصد وارادہ ضروری نہیں، اگر کوئی خاص ہیئت وشکل فساق وفجار کی پسندیدہ ہو تو اسے اختیار کرنا ممنوع وناجائز ہے۔ نیز بعض مواقع میں سداًللباب بھی کسی جائز فعل سے روکا جاتا ہے کہ مبادا کہیں مفضی إلی التشبہ نہ ہو جائے۔



---

(١) (اقتضاء الصراط المستقيم: ١٣٢ ، مطابع المجد التجارية.

(٢) (ايضاً: ١٧٧-١٧٨ .

کام کی نوعیت

☪ مذکورہ رسالے میں اس بات کی کوشش کی گئی کہ زیب وزینت سے متعلق مروجہ تمام مسائل لکھے جائیں۔ لیکن جزئیات کا احاطہ مشکل ہے کیونکہ آئے دن نئے فیشنوں کی بھرمار ہے تاہم ایسے اصول ذکر کئے گئے کہ ان کی روشنی میں ہر نئے فیشن کا حکم معلوم کرنا مشکل نہیں۔

☪ مسائل کے ساتھ حوالہ جات لکھنے کا التزام کیا گیا ہے۔

☪ احادیث کا ترجمہ بھی کیا گیا لیکن مقصودی ومرادی ترجمے کو پیشِ نظر رکھا گیا تاکہ وہی ترجمہ قدرے تشریح کا کام بھی دے۔

☪ احادیث کے علاوہ دیگر عربی عبارات کے تراجم کی چنداں ضرورت نہ تھی اس لئے سوائے ایک دو جگہوں کے ان کا ترجمہ نہیں کیا۔

☪ زیب وزینت کے مسائل میں ترتیب کو ملحوظ رکھا اور بالوں سے متعلق مسائل کو ایک ہی جگہ ذکر کیا قطع نظر اس بات کے کہ ان کا تعلق چہرے kiزیب وزینت میں ہونا چاہیے۔ یہی انداز دیگر عنوانات: لباس، ہاتھ وغیرہ میں بھی اختیار کیا گیا۔

☪ طبی وسائنسی لحاظ سے جس مسئلے کے متعلق تصریح ملی، اس کی سائنسی وطبی تحقیق بھی ذکر کی گئی۔

- مسائل سے متعلقہ کسی اہم بات کو بطور فائدہ ذکر کیا گیا۔
- بعض ایسے مسائل کو بھی ذکر کیا گیا جن کا تعلق براہِ راست زیب وزینت سے نہ تھا، لیکن ان کا ذکر ضروری تھا۔

اپنی استطاعت وحیثیت کے مطابق مذکورہ رسالے کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے کافی محنت کی گئی، تاہم بتقاضا بشریت اس میں کمی کوتاہی عین ممکن ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ بندہ کو اپنی کم علمی اور بے مایگی کا اعتراف بھی ہے، اس لئے اگر قارئین کرام کو ایسی غلطی نظر آئے جو قابلِ اصلاح ہو تو اس کی نشاندہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

ضیاء الرحمٰن

۱۴۲۶/۶/۲۵ھ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چند اصول

زیب وزینت، بناؤ سنگھار ایک فطری چیز ہے۔فطرت کے انہی تقاضوں کے پیش نظر اگر کہا جائے کہ عورتوں کے لئے خاصہ لازمہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔شریعت مطہرہ نے فطری تقاضوں کے پیش نظر نہ صرف زیب وزینت کی اجازت دی بلکہ بعض صورتوں میں ترک زیب وزینت پر ملامت بھی کی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿قل من حرم زينة الله التى أخرج لعباده﴾[الأعراف :٣٢].

''آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کس نے اللہ کی زینت کو حرام کردیا جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھا''۔

❑ عورتوں کے بناؤ سنگھار کا اشارہ بھی فرمایا:

﴿أو من ينشأ فى الحلية وهو فى الخصام غير مبين﴾[الزخرف:١٨].

''کیا وہ جو زیوروں میں پالی جاتی ہے اور بحث وجحت میں اپنا مدعا پوری طرح واضح بھی نہیں کرسکتی''۔

☐ زیب وزینت کے اسباب کی تلاش کو بطور نعمت واحسان ذکر فرمایا:

﴿وهو الذی سخر البحر لتأکلوا منه لحماً طریاً وتستخرجوا منه حلیةً تلبسونها﴾ [النحل: ١٤].

''وہی ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تا کہ تم اس سے تر وتازہ گوشت لے کر کھاؤ اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جنہیں تم پہنا کرتے ہو''۔

﴿ومما یوقدون علیه فی النار ابتغاء حلیة أو متاع زبدٌ مثلُه﴾[الرعد: ١٧].

''اور ایسا ہی جھاگ ان دھاتوں پر بھی اٹھتا ہے جنہیں زیور اور برتن وغیرہ بنانے کے لئے لوگ پگھلایا کرتے ہیں''۔

☐ زیب وزینت کو پسند کرنے ،اس کی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ شریعت مطہرہ نے اس کی حدود بھی مقرر کی ہیں اور مقررہ حدود سے آگے بڑھنے پر پابندی لگادی، مثلاً:

☐ خاوند کے علاوہ اجانب وغیر محارم کے لئے بناؤ سنگھار سے منع فرمایا:

"عن میمونة بنت سعد رضی الله عنها، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: مثل الرافلة فی الزینة فی غیر أهلها کمثل ظلمة یوم القیامة لانور لها". (الترمذی ، کتاب الرضاع باب ماجاء فی کراهیة خروج

النساء فی الزینة: ۱/ ۲۲۰، سعید).

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
اپنے خاوند کے علاوہ دوسرں کے لئے زیب وزینت کرنے والی
قیامت کے دن ایسی تاریکی میں ہوگی کہ وہاں روشنی کی کوئی
صورت بھی نہ ہوگی"۔

❑ شوہر کی استطاعت اور طاقت سے زیادہ کا مطالبہ کرنے کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا:

﴿یا أیها النبی قل لأزواجك إن كنتن تردن الحیاة الدنیا وزینتها فتعالین أمتعكن وأسرحكن سراحاً جمیلاً﴾[الأحزاب:۲۸].

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہو اگر تم دنیا اور اس کی
زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے
رخصت کروں"۔

❑ سرِ عام باہر گھومنے پھرنے سے منع کیا اور گھروں میں جم کر بیٹھنے کو پسند کیا:

﴿وقرن فی بیوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولیٰ﴾[الأحزاب:۳۳].

"اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دور جاہلیت
کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو"۔

□ اگر بنا بر ضرورت باہر نکلنا پڑے تو اس کی کیفیت بھی بیان فرمائی:

﴿یاأیها النبی قل لأزواجك وبنا تك ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذلك أدنیٰ أن یعرفن فلا یؤذین﴾[الأحزاب: ۵۹].

”اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہلِ ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلّو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں“۔

□ راستے میں چلنے کی کیفیت اور طریقہ بھی بتایا کہ راستے کے درمیان نہ چلیں:

”عن أبی أسید الأنصاری عن أبیه أنه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول، وهو خارجٌ من المسجد، فاختلط الرجال مع النساء فی الطریق، فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم للنساء: استأخرن، فإنه لیس لکن أن تحقُقْنَ الطریق، علیکن بحافات الطریق، فکانت المرأة لتلصق بالجدار حتی أن ثوبها لیتعلق بالجدار من لصوقها به“. (أبوداؤد، کتاب الأدب، باب ماجاء فی مشی النساء فی الطریق: ۲/۳۶۸، امدادیه).

”حضرت ابو اسید انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر

کھڑے تھے، راستے میں مرد وعورتیں اکھٹے جانے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے فرمایا: پیچھے رہو، تمہارے لئے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں بلکہ راستے کے کناروں پر چلو، اس کے بعد عورتیں دیواروں سے چمٹ کر چلتی تھیں، یہاں تک کہ بسا اوقات ان کے کپڑے دیواروں میں اٹک جاتے''۔

☐ اجانب وغیر محارم سے بلاضرورت بات کرنے سے منع فرمایا، اگر کوئی ضرورت پیش آجائے تب بھی شریعت کے دائرے (پردے) میں بات کرنے کی اجازت دی:

﴿وإذا سألتموهن متاعاً فسئلوهن من وراء حجاب ذلكم أطهر لقلوبكم وقلوبهن﴾ [الأحزاب: ٥٣].

''نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہے تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے''۔

☐ پردے کی حالت میں بات چیت کے دوران بھی گفتگو کے ایسے انداز سے منع فرمایا جو باعث فتنہ ہو:

﴿فلا تخضعن بالقول فيطمع الذى فى قلبه مرض وقلن قولاً معروفاً﴾ [الأحزاب: ٣٢].

''دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف ستھری بات کرو''۔

□ بڑھاپے کی وجہ سے نکاح سے مایوس عورتوں کو اگر چہ کچھ رخصت دی اور ان کا حکم ان عورتوں سے قدرے نرم رکھا جنہیں نکاح کی امید ہے لیکن اس کے باوجود ان بوڑھی عورتوں کے حق میں بھی باقی عورتوں کی طرح پردے وغیرہ کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے حق میں بہتر بتلایا:

﴿والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحاً فلیس علیهن جناحٌ أن یضعن ثیابهن غیر متبرجات بزینة وأن یستعففن خیر لهن والله سمیعٌ علیم﴾[النور: ٦٠].

''اور جو عورتیں جوانی سے گزری بیٹھی ہوں، نکاح کی امیدوار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں تاہم وہ بھی حیاداری ہی برتیں تو ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے''۔

□ اپنے گھروں میں رہتے ہوئے بھی سوائے محارم کے غیر محرم رشتہ داروں سے پردے کا حکم دیا اور ان کے سامنے بناؤ سنگھار سے منع فرمایا:

﴿ولا یبدین زینتهن إلا لبعولتهن أو ابائهن أو اباء بعولتهن أو أبنائهن أو أبناء بعولتهن أو إخوانهن أو بنی إخوانهن أو بنی

أخواتهن﴾[النور: ۳۱].

''اور اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے''۔

ترقی یافتہ زمانے میں انسان نے جہاں اور چیزوں میں ترقی کی وہیں زیب وزینت، بناؤ سنگھار کی اشیاء اور طریقوں کو بھی یکسر تبدیل کر کے رکھ دیا اور ایسی چیزیں اور طریقے ایجاد کئے کہ گزشتہ زمانوں میں ان کا وجود تک نہ تھا، صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعض ایسی چیزوں کو بھی بناؤ سنگھار کا لازمی حصہ قرار دیا جو شریعت کی نظر میں معیوب وناپسندیدہ ہیں، درحقیقت یہ وعدہ شیطانی: ﴿ولأضلنهم ولأمنينهم ولآمرنهم فليبتكن اذان الأنعام ولآمرنهم فليغيرن خلق الله﴾[النساء: ۱۱۹].

''میں انہیں بہکاؤں گا اور آرزوؤں میں الجھاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ جانوروں کے کانوں کو پھاڑیں گے اور حکم دوں گا کہ خدائی ساخت میں ردوبدل کریں گے''۔

کی تکمیل ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں شرمندہ تعبیر کر رہا ہے

عورتیں چونکہ زیب وزینت کی شیدائی ہیں، زیب وزینت کے معاملے میں اس بات کو جواز بناتے ہوئے کہ ''شریعت نے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے'' مغرب سے مستعار ہر نئے فیشن کو اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہیں، قطع نظر

اس کے کہ شرعاً اس کی گنجائش ہے یا نہیں؟

لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ زیب وزینت سے متعلق اسلامی تعلیمات واحکام کو یکجا کیا جائے تا کہ جائز وناجائز طریقوں سے علی وجہ الکمال آگاہی ہو۔

ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العلم.

☆......☆......☆

لباس سے زیب وزینت

زیب وزینت کی چیزوں میں لباس کو بڑی اہمیت حاصل ہے ،عمدہ اور صاف لباس صاحب لباس کے اعلیٰ ذوق کی علامت کہلاتا ہے۔

ارشادربانی ہے:

﴿یٰبنی ادم خذوا زینتکم عند کل مسجد﴾[الأعراف:۳۱].

''اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو''۔

آیت مذکورہ میں لباس کو بھی زینت میں شمار کیا گیا،لباس کے سلسلے میں ایسی کوئی تعیین کہ خاص یہ لباس پہننا سنت ہے وارد نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ وصحابیات سے کسی ایسے لباس کی تعیین کو بھی ضابطہ قرارنہیں دیا جاسکتا کہ یہی لباس پہننا لازم ہے اوراس کے علاوہ دوسرا لباس حرام ہے،دراصل لباس کے مقاصد مکان کے مقاصد کی طرح ہیں،عورتیں اس بات کی پابند ہیں کہ وہ ایسا لباس پہنیں جس میں مکمل پردہ ہو،جب مردوعورت ہردو کا لباس مختلف ہوگا تو جس لباس میں پردہ پوشی زیادہ ہو وہ عورتوں کا اوراس کے برخلاف مردوں کا لباس ہوگا''(۱)۔

---

(۱) (مجموعة الفتاوى:۲۲/۹۲-۹۵، مكتبة العبيكان).

البتہ مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

لباس کے متعلق چند اصول

لباس ایسا ہو جو سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم کو ڈھک دے، کیونکہ ستر ڈھانپنے کے بقدر لباس پہننا واجب ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿یٰبنی اٰدم قد أنزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشاًولباس التقویٰ ذٰلك خیر ذٰلك من اٰیٰت الله لعلهم یذکرون﴾[الأعراف:٢٦].

''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے، یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے''۔

﴿یا أیها النبی قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن ذٰلك أدنیٰ أن یعرفن فلا یؤذین وکان الله غفوراً رحیماً﴾ [الأحزاب:٥٩].

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

''اتنا لباس پہننا فرض ہے جو ستر کو ڈھانپ دے''۔

"اعلم أن الکسوة منها فرض، وهو ما یستر العورة "(١).

---

(١) (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ٦/٣٥١، سعید).

اور عورت کا مکمل بدن عورت (ستر) ہے، لہذا مکمل بدن کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

"الضابطة في اللباس أن يكون ساتراً بقدر العورة، فالرجل يستر من سرته إلى الركبتين وجوباً، وغيرها بالأولوية، والمرأة تسترها من الرأس إلى القدم، فلا يجوز لها كشف الرأس واليد إلى المرفق"(١).

❖ لباس اتنا ہلکا اور باریک نہ ہو کہ جسم اندر سے نظر آئے:

"عن عائشة أن أسماء بنت أبي بكر دخلت علىٰ رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعليها ثيابٌ رقاقٌ، فأعرض عنها "الحديث.

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "اسماء بنت ابی بکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں، اور انہوں نے باریک لباس زیب تن کیا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا"۔

"وعن علقمة بن أبي علقمة عن أمه قالت: دخلت حفصة بنت عبدالرحمٰن على عائشة، وعليها خمار رقيق، فشقته عائشة، وكستها خماراً كثيفاً"(٢).

"حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ: "حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن اماں عائشہ کے

(١) (تكملة عمدة الرعاية، كتاب الكراهية: ٤/٤٨).

(٢) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثالث: ٣٧٧، قديمي).

پاس تشریف لائیں انہوں نے باریک ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے پھاڑا اور انہیں موٹا ڈوپٹہ پہنایا''۔

"وعن دحية بن خليفة قال: أتى النبي صلى الله عليه وسلم بقباطى، فأعطانى منها قبطية، فقال: اصدعها صدعين: فاقطع أحدهما قميصاً، وأعط الآخر امرأتك تختمر به، فلما أدبر قال: وأمر امرأتك أن تجعل تحته ثوباً لا يصفها" (١).

''حضرت دحیہ بن خلیفہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ قبطی کپڑے آئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک قبطی کپڑا مجھ کو عطا کیا اور فرمایا کہ اس کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لینا، ان میں سے ایک کا کرتہ بنا لینا اور دوسرا اپنی اہلیہ کو دے دینا وہ اس کا ڈوپٹہ بنا لے گی۔ پھر جب میں واپس ہونے لگا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی بیوی کو ہدایت کر دینا کہ قبطی کپڑے کے نیچے ایک اور کپڑا لگا لے تاکہ اس کپڑے کے باریک ہونے کی وجہ سے اس کے بال اور جسم نظر نہ آئیں''۔

❖ لباس اتنا تنگ اور چست نہ ہو جس سے جسم کی ہیئت اور ابھار معلوم ہو:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "صنفان من أهل النار لم

---

(١) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثانى: ٣٧٦، قديمى).

أرهما: قومٌ معهم سياطٌ كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساءٌ كاسياتٌ عارياتٌ مميلاتٌ مائلاتٌ رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة ،لا يدخلن الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا"(۱).

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا، ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے، جس سے وہ لوگوں کو ناحق ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، مگر حقیقت میں ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی، ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہلتے ہوں گے۔ ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی بو پائیں گی، حالانکہ جنت کی بو اتنی اتنی دوری سے آتی ہے"۔

عورتوں کو مردوں جیسا لباس پہننا اور مردوں کی وضع قطع اختیار کرنا حرام ہے، لہذا لباس ایسا نہ ہو جو مردوں کے لباس کے مشابہ ہو۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: لعن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الرجل يلبس لِبْسَةَ المرأةِ، والمرأة تلبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ"(۲).

---

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات: ۲/۲۰۵، قديمي).

(۲) (أبوداؤد، كتاب اللباس، باب في لباس النساء: ۲/۲۱۲، امداديه).

''حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو زنانہ لباس پہنے، اسی طرح اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنے''۔

❖ کافر اور فاسق عورتوں کا فیشن نہ ہو۔

قال عبداللّٰه بن عمرو بن العاص: رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم علىّ ثوبين معصفرين، فقال: إن هذه من ثياب الكفار، فلا تلبسها"(١).

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ کفار کے کپڑے ہیں، انہیں مت پہنو''۔

❖ فخر وتکبر اور دکھاوے سے پرہیز کیا جائے:

''عن ابن عمر رضى الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من لبس ثوبَ شُهرةٍ فى الدنيا، ألبسة اللّٰه ثوبَ مذلّةٍ يوم القيٰمة"(٢).

---

(١) (الصحيح المسلم، كتاب اللباس، باب النهى عن لبس الرجل الثوب المعصفر: ١٩٣/٢، قديمى).

(٢) (مسند أحمد: ٢٢١/٢، إحياء التراث العربى، بيروت).

”جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی عزت طلبی اور بڑائی کے اظہار کی غرض سے اعلیٰ ونفیس لباس پہنے، اللہ رب العزت اسے قیامت کے دن ذلت وحقارت کا لباس پہنائے گا“۔

”أما اللباس الحرام .... لبس الرجل مايختص بالنساء من ملابس، ولبس النساء مايختص بالرجال من ملابس، ولبس ثياب الشهرة والاختيال، وكل مافيه إسراف“(١).

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں لباس سے متعلق مختلف احکام درج ذیل ہیں۔

باریک لباس (شیفون، نیلون)

باریک لباس پہننا سرعام فحاشی پھیلانے کے مترادف ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فى الذين امنوا لهم عذاب أليم فى الدنيا والأخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون﴾ [النور: ١٩].

”بے شک جولوگ مؤمنین میں بے حیائی پھیلانے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ (انہیں خوب) جانتا ہے، تم نہیں جانتے“۔

---

(١) (فقه السنة، اللباس: ٤٧٨/٢، دار الكتاب العربى).

"عن عائشة رضی الله عنها أن أسماء بنت أبی بکر دخلت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیها ثیاب رقاق، فأعرض عنها رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال :یاأسماء! إن المرأة إذا بلغت المحیض لم یصلح لها أن یری منها إلا هذا وهذا، وأشار إلی وجهه و کفیه"(۱).

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئیں اور انہوں نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لئے درست نہیں کہ اس کے ان اعضاء کے علاوہ کچھ اور حصہ بدن کا نظر آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اور چہرے کی طرف اشارہ کیا''۔

اگر باریک لباس پہننا ہی ہو تو اس کے نیچے کچھ اور پہن لیا جائے تاکہ جسم کی حالت وہیئت معلوم نہ ہو۔

"عن ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهما قال: أتت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حلة وثوب شامی، فکسانی حُلَّةً، وکسا أسامةَ الثوبَ، فُرِحتُ فی حُلَّتی، وقال لأسامة: ماصنعت بثوبك؟ قال: کسوته امرأتی،

(۱) (أبو داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها: ۲/۲۱۳، إمدادیه).

قال: فمرها فلتلبَس تحته ثوباً صفيقاً، لا يصف حجم عظامها للرجال"(١).

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حُلہ (عمدہ پوشاک) اور شامی کپڑا آیا تو آپ نے مجھے حُلّہ دیا اور اسامہ کو کپڑا دیا، میں اپنا حلہ پہن کر حاضر ہوا تو آپ نے اسامہ سے پوچھا کہ تم نے اپنا کپڑا کیا کیا؟ اسامہ نے کہا: میں نے اپنی اہلیہ کو دے دیا۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہو کہ اس کے نیچے کوئی موٹا کپڑا پہن لے تا کہ اس کے جسم کے اعضاء اور ہڈیوں کا حجم مردوں کے سامنے ظاہر نہ ہو''۔

باریک لباس اور سائنس

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

''عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم وحیا، حجاب ووفا ختم ہو جاتی ہے وہاں اس کے کچھ نقصانات بھی واقع ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر لیڈ بیٹر کی وارننگ

مذکورہ ڈاکٹر روحانیت کا بہت بڑا محقق ہے، لیڈ بیٹر کے مطابق جس لباس سے نسوانی جسم کی جھلک نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور نسواری لہروں کو نکلتے

(١) (اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب اللباس، باب لبس المرأة مايصف حجم عظامها: ٣٩٣/٣، عباس أحمد الباز، مكة).

ہوئے دیکھا ہے۔

(بحوالہ تصورات اسلام)

الٹراوائیلٹ کے نقصانات

سورج میں موجود الٹراوائیلٹ ریزر (Rays) سخت گرمی میں جلد اور جسم کے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہے، اگر لباس موٹا ہو تو یہ شعاعیں لباس سے باہر ہی رک جاتی ہیں اور اگر لباس باریک ہو تو یہ شعاعیں جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں"۔

(بحوالہ میثاق)(۱)۔

چست لباس

لباس پہننے کا اصل مقصد ستر عورت ہے اور عورتوں کو مکمل بدن ڈھانپنے کا پابند کیا گیا ہے۔ اسی لئے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ باہر نکلتے وقت بڑی چادر اوڑھ لیں تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کھلا نظر نہ آئے۔ لہذا ایسا لباس پہننا جو جسم کے پوشیدہ اعضاء کی نمائش کا باعث بنے قلت حیاء کی علامت ہے۔ مسلمان عورت قطعاً اس کو پسند نہیں کرتی کہ اپنے جسم کے اعضاء کی نمائش کراتی پھرے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کے لئے بہت سخت وعید بیان فرمائی، فرمایا: ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، دوسروں کو اپنی طرف اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، جنت کی بو بھی ان تک نہیں پہنچے گی، حالانکہ جنت کی بو پانچ سو سال کی مسافت سے معلوم ہوگی"۔

---

(۱)(سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/۴۹-۵۰، دار الکتاب، لاہور).

”وإن كان ثوبها رقيقاً يصف ما تحته ويشف، أو كان صفيقاً لكنه يلتزق ببدنها حتى يستبين له جسدها، فلا يحل له النظر؛ لأنه إذا استبان جسدها كانت كاسيةً صورةً، عاريةً حقيقيةً، وقد قال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: ”لعن الله الكاسيات العاريات“(١).

عن ميمون بن مهران قال: لا بأس بالحرير والديباج للنساء، إنما يكره لهن مايصف أو يشف“.

كان عمر ينهى النساء عن لبس القباطى، فقالوا: إنه لا يشف، فقال: إلا يشف فإنه يصف“(٢).

”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو قباطی کپڑے پہننے سے منع فرماتے تھے، لوگوں نے کہا کہ ان کپڑوں سے بدن جھلکتا نظر نہیں آتا، تو آپ نے فرمایا: اگر چہ ان کپڑوں میں بدن جھلکتا نظر نہیں آتا لیکن جسم کے اعضاء کی ہیئت تو معلوم ہوتی ہے“۔

چست لباس اور سائنس

ڈاکٹر ثمرین فرید چست اور تنگ لباس کے نقصانات بیان کرتے ہوئے

---

(١) (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان، قبيل النوع السابع: ٤٩٦/٦، دار الكتب العلمية).

(مؤطا إمام مالك، كتاب الجامع، مايكره للنساء من الثياب: ٧٠٩، مير محمد).

(٢) (ابن أبي شيبه، كتاب اللباس والزينة، باب في لباس القباطى للنساء: ١٦٤/٥، دار الكتب العلمية، بيروت).

لکھتی ہیں:

''مشرقی تہذیب اور معاشرے میں لباس ہمیشہ ڈھیلے ڈھالے پہنے جاتے رہے ہیں خواہ مردوں کے لباس ہوں یا عورتوں کے اور عرب اور انڈونیشیا جیسے ملکوں کے ہوں یا جاپان اور بھارت جیسے غیر مسلم ملکوں کے۔ مغربی تہذیب میں چست لباس فیشن میں شامل ہیں خصوصاً عورتوں کے فیشن میں، تاہم اس طرح لباس کے صحت کو ہونے والے نقصانات بھی پیش نظر رہنے چاہئیں۔

بعض نقصانات یہ ہیں:

❁ چست اور تنگ لباس جلد کے ساتھ مسلسل رگڑ کھاتا رہتا ہے اور اس سے جلد پر دانے اور پت نکل آتی ہے، ان سرخ سرخ دانوں میں سخت خارش ہوتی ہے جو بے چین رکھتی ہے۔

❁ کمر کے اردگرد کا لباس چست ہو تو اس کا اثر معدے کے افعال پر پڑتا ہے اور وہ آزادانہ حرکت نہیں کر پاتا، اس سے نظام انہضام متأثر ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں پیٹ کا درد، متلی اور سینے میں جلن (Heartburn) کی تکلیف ہو سکتی ہے۔

❁ چست کپڑوں سے جلد کے بعض امراض بھی لاحق ہو سکتے ہیں، ان میں ایکزیما اور (Yeast) انفیکشن بھی شامل ہیں۔

❁ چست لباس کی وجہ سے انسانی جسم کی حرارت اور نمی خارج نہیں ہو پاتی اور وہ جلد پر اثر انداز ہوتی رہتی ہے، اس ماحول میں یعنی حرارت اور نمی کی موجودگی میں (Fangi) پھلتی پھولتی ہے اور پروان چڑھتی ہے جس کی وجہ سے

(Jock itch) جیسا جلدی مرض ہو سکتا ہے، یہ دونوں کے جوڑ کی جگہ (Groin) اور اندرونی جگہوں کو متاثر کرتا ہے، یہ جلدی امراض اکثر اتھلیٹس میں پایا جاتا ہے۔

❁ چست زیر جامے خواہ دن میں استعمال ہوں یا رات کو سوتے وقت، جسمانی حرارت اور نمی کو جمع رکھتے ہیں جس سے خواتین میں نسوانی عضو کا انفیکشن ہو سکتا ہے۔

❁ کمر کے گرد تنگ لباس پہننے سے (Hiatal hernia) ہو سکتا ہے، یہ صورت حال اس طرح ہوتی ہے کہ معدے کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے جگہ نہ ملنے کی وجہ سے اس کا اوپری حصہ ڈایافرم میں گھس جاتا ہے، ڈایافرم پیٹ کو سینے سے جدا کرنے والا پردہ ہے، عموماً اس طرح کی صورت حال میں مریض کو کوئی علامات محسوس نہیں ہوتیں تاہم بعض افراد کو سینے میں جلن کی شکایت ہو سکتی ہے۔

❁ کمر، رانوں کے جوڑ کی جگہوں اور ٹانگوں پر چست لباس کی وجہ سے رگیں پھولنے کا عارضہ (varicose veins) ہو سکتا ہے۔

❁ مصنوعی ریشے کی بنی ہوئی اور نائلون وغیرہ کے انڈر ویئر اور چست لباس پہننے سے پیشاب کی نالی کا انفیکشن ہو سکتا ہے، اس لئے ہمیشہ سوتی کپڑے کے زیر جامے استعمال کرنے چاہئیں (۱)۔

تنگ لباس کے نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی تنگ لباس کے نقصانات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) (خواتین کی صحت: ۳۸۵، ۳۸۶، دارالشعور، لاہور)۔

عورتوں نے بال کٹوائے مردوں نے بال بڑھوائے

آج کل کی ہے ایسی سلائی لی انگڑائی ٹانکے ٹوٹ گئے

اسلام پردے، حیا اور وقار کا مذہب ہے۔اس لئے اسلامی لباس کھلا ہوا اور سفید ہوتا ہے لیکن جب یہی لباس تنگ ہو تو اس کے نقصانات کیا ہوتے ہیں ملاحظہ کریں۔

تنگ لباس اور فزیالوجی Tidht dress and physioligy

''تنگ لباس سے لوکل مسلز (Local Muscles) مردہ اور کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ باہر کے مسلز میں جیسے حرکت ہوتی ہے ایسے ہی اندرونی باریک باریک مسلز ہوتے ہیں اور ان میں حرکت ہوتی ہے جیسا کہ سوئی اگر جلد کے اندر چلی جائے تو وہ ان باریک باریک مسلز کی حرکت کی وجہ سے کہاں کہاں چلی جاتی ہے۔

تو جب تنگ لباس زیب تن کیا جاتا ہے تو ان باریک مسلز کو بہت نقصان پہنچتا ہے ان کی حرکات کم ہو جاتی ہیں جس سے ذہنی دباؤ، اعصابی تناؤ اور کھچاؤ جیسے امراض پیدا ہوتے جاتے ہیں'' (۱)۔

ساڑھی پہننا

ساڑھی میں کئی باتیں اس قسم کی ہیں جو اس کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً:

ساڑھی کا مکمل بدن کو نہ ڈھکنا۔

چست اور تنگ ہونے کی وجہ سے جسم کے اعضاء کی ہیئت کا معلوم ہونا۔

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/ ۲۳۶ بحوالہ جمعہ میگزین مشرق)۔

ساڑھی کا استعمال ہندو عورتوں کے ساتھ خاص ہونا۔

البتہ اگر اس قسم کی ساڑھی ہو کہ پورے جسم کو ڈھک دے اور جسم کا کوئی بھی حصہ کھلا نہ ہو اور نہ ہی وہ اتنی تنگ اور چست ہو کہ جسم کا ابھار و ہیئت واضح طور پر نظر آئے، نیز اس علاقے کی مسلم عورتوں میں مروج بھی ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے، اگر مذکورہ بالا باتوں میں سے کوئی بھی نہ پائی جائے تو اس کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

"وعن جابرٍ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه: نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم أن یأکل الرجل بشماله، أو یمشی فی نعلٍ واحدة، وأن یشتمل الصَماءَ، أو یحتبی فی ثوبٍ واحدٍ کاشفاً عن فرجه(۱).

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے'' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک پیر میں جوتا پہن کر چلے اور یہ کہ کپڑے کو بدن پر لپیٹ دے یا بدن پر کوئی ایک کپڑا لپیٹ کر اس طرح گوٹ مار کر بیٹھے کہ اس کا ستر کھلا ہوا ہو''۔

"وفی شرح مسلم للنووی: قال الفقهاء: وهو أن یشتمل بثوبٍ لیس علیه غیره ثم یرفعه من أحدجانبیه فیضعه علی أحد منکبیه، وإنما یحرم لأنه ینکشف به بعض عورته اهـ. والحاصل أنه إن کان یتحقق منه کشف العورة فهو حرام، وإن کان یحتمل فهو مکروه"(۱).

---

(۱) (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، الفصل الأول: ۱۲۹/۸-۱۳۰، رشیدیه).

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :"من تشبه بقوم فهو منهم"(۱).

''رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا''۔

رنگین کپڑے پہننا

عورتوں کے لئے شرعاً کوئی رنگ ممنوع نہیں، ہر رنگ کا کپڑا پہن سکتی ہیں بشرطیکہ ستر عورت کے مقصد پر پورا اترے، نیز ایک ہی وقت میں مختلف رنگوں کا کپڑا پہننا بھی جائز ہے:

"عن عبداللّٰہ بن عمر أنه سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم نهی النساء فی إحرامهن عن القفازین والنقاب ومامسّ الورسُ والزعفران من الثیاب، ولتلبس بعد ذلك ما أحبّت من ألوان الثیاب مُعصفراً أو خزّاً أو حُلیاً أو سراویلَ أو قمیصاً أو خُفاً"(۲).

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ نے عورتوں کو حالتِ احرام میں دستانے نقاب، ورس اور زعفران سے ملوّن کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔ البتہ حالتِ احرام کے بعد جس

(۱) (أبوداؤد، کتاب اللباس، باب ماجاء فی الأقبیة: ۲/۲۰۳، إمدادیه).

(۲) (أبوداؤد، کتاب المناسك باب مایلبس المحرم: ۱/۲۶۱، امدایه).

رنگ کا کپڑا زیور وغیرہ انہیں بھائے، پہن سکتی ہیں"۔

"وکرہ لبس المعصفر والمزعفر الأحمر والأصفر للرجال، مفادہ أنہ لا یکرہ للنساء ولا بأس بسائر الألوان"(۱).

البتہ اگر کسی علاقے میں کسی خاص رنگ کا کپڑا مردوں یا کافر وفاسق عورتوں کے ساتھ مخصوص ہو تو اس علاقے میں اسی خاص رنگ کا کپڑا پہننا عام عورتوں کے لئے تشبہ کی وجہ سے جائز نہ ہوگا۔

مخصوص مواقع میں خاص رنگ کا کپڑا پہننا

اگر چہ شریعت مطہرہ نے عورتوں کے لئے کسی رنگ کو ممنوع قرار نہیں دیا لیکن از خود کسی خاص رنگ کا التزام کرنا مثلاً: شادی میں سرخ جوڑا، عدت میں کالا لباس وغیرہ اور ان کو اس طرح لازم سمجھنا کہ نہ کرنے والے پر ملامت کرنا یا خاندانی رسومات کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کسی خاص رنگ کا التزام کرنا جائز نہیں، اس سے اجتناب لازم ہے۔

"فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروھا"(۲).

ایام عدت میں رنگین کپڑے پہننا

عدت میں زیب وزینت منع ہے، لہذا ایسے کپڑے جن سے اظہار زینت

---

(۱) (ردالمحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ۳۵۸/۶، سعید).

(۲) (مجموعہ رسائل الکھنوی، رسالۃ سباحۃ الفکر: ۴۹۰/۳، إدارۃ القرآن).

ہو عدت میں پہننا منع ہے۔

”وعلى المبتوتة والمتوفىٰ عنها زوجها إذا كانت بالغةً الحدادُ، والحداد أن تترك الطيْبَ والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب .... ولا تختضب بالحناء، ولا تلبس ثوباً مصبوغاً بعصفرٍ ولا بزعفران؛ لأنه يفوح منه رائحة الطيب“(١).

مختلف نقش ونگار والے کپڑے

نقش ونگار کپڑوں کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں اور شریعت مطہرہ نے عورتوں کو دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے بناؤ سنگھار کی اجازت دی ہے، لہذا اس دائرے میں رہتے ہوئے

ہر قسم کے نقش ونگار والے کپڑے۔

وہ کپڑے جن پر موتیوں اور شیشوں کا کام کیا گیا ہو۔

چاندی کے تار والے کپڑے پہننا جائز ہے۔

”وفي لبسهن الثياب المنسوجة بالذهب والفضة وجهان، والصواب القطع بالجواز“(٢).

قیمتی اور مہنگے کپڑے پہننا

اللہ رب العزت نے اگر وسعت دی تو اس کا اظہار کرنا جائز ہے، بشرطیکہ

(١) (الهداية، كتاب الطلاق، باب العدة، فصل في الحداد: ٢/٤٢٧-٤٢٨، إمداديه).

(٢) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ١٧/٢٩٤، إدارة القرآن).

نام ونمود اور شہرت مقصود نہ ہو۔

"كان إبراهيم لا يرىٰ بأساً أن يلبس الرجل الثوب بخمسين درهماً يعني الطيلسان".

عن محمد قال: كان لتميم رداء اشتراه بألف، فيصلى فيه"(۱).

"ومحمد رحمه الله لم يرَ بأساً باللباس المرتفع جداً، قال عليه الصلوة والسلام: تزين لعبادة ربك، وقال عليه السلام: إن الله جميل يحب الجمال"(۲).

عام عادت سے زیادہ کھلے کپڑے پہننا

کھلے اور کشادہ کپڑے چست لباس کی بنسبت زیادہ جچتے اور بھلے معلوم ہوتے ہیں، اور مقصدِ لباس سترِ عورت بھی ان کپڑوں میں زیادہ ہوتا ہے، لیکن کپڑوں کو عام عادت سے زیادہ کشادہ اور کھلا سلوانا اسراف سے خالی نہیں۔ نیز زیادہ کھلے کپڑوں میں تشبہ بالفساق بھی پایا جاتا ہے، لہٰذا عام عادت سے بڑھ کر کشادہ لباس پہننا جائز نہیں:

"ولو قيل بتحريم مازاد على المعتاد لم يكن بعيداً، ولكن حدث للناس إصطلاح بتطويلها، وصار لكل نوع من الناس شعارٌ يعرفون به، ومهما كان من ذلك على سبيل الخيلاء، فلا شك في تحريمه، وما كان

(۱) (ابن أبي شيبة، كتاب اللباس والزينة، باب من كان يغالي بالثياب: ۱۷۴/۵، دار الكتب العلمية، بيروت).

(۲) (الفتاوىٰ البزازية، كتاب الاستحسان: ۳۷۷/۶، رشيديه).

علی طریق العادة، فلا تحریم فیه مالم یصل إلی جر الذیل الممنوع، ونقل عیاض عن العلماء کراهة کل مازاد علی العادة، وعلی المعتاد فی اللباس من الطول والسعة"(۱).

گھر کے اندر مردانہ لباس

اگران کا استعمال گھر ہی میں ہوتو ضرورت کے وقت جائز ہے، بلاضرورت گھر میں بھی جائز نہیں:

عن ابن سیرین قال: کانوا یکرهون ذیّ الرجال للنساءِ وذیّ النساء للرجال"(۲).

"ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابہ وتابعین مردوں کے طور طریقوں کو عورتوں کے لئے اور عورتوں کے طور طریقے مردوں کے لئے پسند نہیں کرتے تھے"۔

گھر سے باہر بھی ضرورت شدیدہ کے وقت ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔لأن الضرورة تبیح المحظورات.

ریشمی لباس پہننا

ریشمی لباس مردوں کے لئے جائز نہیں، عورتوں کے لئے اس کا استعمال

---

(۱) (فتح الباری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبه خیلاء: ۳۲۲/۱۰، قدیمی).

(۲) (ابن أبی شیبة، کتاب اللباس والزینة، باب فی رکوب النساء السروج: ۲۰۵/۵، دار الکتب العلمیه، بیروت).

بلاشبہ جائز ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم اور سونے کے متعلق ارشاد فرمایا:

''یہ میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لئے حلال ہیں''(۱)۔

"عن ابن مسعود أنه سئل عن الحرير والذهب للنساء، فقال: إنما هن لعبكم، فزينوهن بماشئتم"(٢).

سادہ لباس

لباس میں جتنی سادگی ہو اتنا ہی بہتر ہے، فیشن کی دنیا کے تیار کردہ لباسوں میں جہاں شرعی قباحتیں موجود ہیں وہیں ان کے نقصانات بھی کافی ہیں۔

ذیل میں سائنسی وطبی حوالے سے لباس کی چند اقسام کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

سوتی لباس(Cotton Dress)

حکیم طارق مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لباس سوتی تھا۔(رہبر زندگی)

فطرت قائم اور انسان پھر پھرا کر واپس فطرت کی طرف لوٹ رہا ہے، مصنوعی (Artificial) لباس پہننے سے کیا نقصانات ہوتے ہیں اور سنت کے

---

(١) (ابن ماجه، كتاب اللباس، باب لبس الحرير والذهب للنساء، ص: ٢٥٧، قديمي).

(٢) (ابن أبي شيبة، كتاب اللباس والزينة، باب من رخص للنساء في لبس الحرير: ١٦٣/٥، دار الكتب العلمية).

مطابق سوتی لباس کے کیا فوائد ہیں؟ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔

☼ اگر خدانخواستہ کسی کو آگ لگ جائے تو سوتی لباس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچتا۔

☼ یہ گرمی کو برداشت کرتا ہے، گرم ترین علاقوں میں اس کے بغیر گرمی کا قطعی علاج نہیں۔

☼ جس بدن پر سوتی لباس ہوگا وہ بدن بہت کم جلدی امراض (Skin Diseases) کا شکار ہوگا، کیونکہ پولیسٹر اور مصنوعی نائلونی دھاگے سے تیار شدہ لباس جسم کی رگڑ سے گرم ترین (Hotest) ہوجاتا ہے اور اس کی حرارت جسم کی حرارت سے بڑھ کر جلدی امراض کا باعث بنتی ہے۔

☼ سوتی لباس جسم کی حرارت کو متوازن رکھتا ہے، جس سے جلدی اور نفسیاتی امراض سے بچاؤ ہوتا ہے۔

☼ پولیسٹر کے لباس سے دو خطرناک امراض پیدا ہورہے ہیں ایک عورتوں میں لیکوریا اور مردوں میں جنسی امراض (Sexual Diseases) خود غور کریں، وضاحت نہیں کریں گے۔

موٹا لباس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موٹا لباس زیب تن فرماتے تھے۔

(۱) (معمولاتِ نبوی)۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء کرام کا زندگی بھر موٹا لباس

زیب تن کرنے کا معمول رہا ہے۔

موجودہ سائنس نے طویل ریسرچ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔

ڈاکٹر لوتھر ایم کے تجربات

ڈاکٹر لوتھر جرمنی کا مشہور ماہر سرطان (Cancer Specialist) ہے۔اس کا کہنا ہے کہ جب سے عوام اور انسانیت نے موٹا لباس پہننا چھوڑا ہے، اس وقت سے یہ مندرجہ ذیل امراض کا شکار ہو گئی ہیں:

❋ جلدی سرطان (Skin Cancer)

❋ جلد کے غدود کا سرطان (Skin Glands Cancer)

❋ عورتوں میں سینے کا سرطان (Breast Cancer)

❋ ٹشوز کا سرطان (Tissues Cancer)

❋ ہارموز کا سرطان (ہارموزی سسٹم میں سرطانی رطوبات کا بڑھاؤ) (Harmoes Cancer)

❋ جلدی خارش (Allergic Keramtitis)

❋ ایگزیما (Eczema)

❋ الرجی (Allergy)

(تحقیق دہلی)

ڈاکٹر لوتھر کے زندگی کے تجربات بالکل درست ہیں، یا کہ اس نے بے کار

سالہا سال کی ریسرچ میں عمر گنوادی ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے؟

لیکن میرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صرف ایک طریقہ اس تحقیق پر غالب اور حاوی ہے۔

رنگت میں تبدیلی

ہمارے خون میں ایک مادہ میلانین (Melanin) ہوتا ہے، جس سے ہمارے جسم کا رنگ طبعی حالت پر رہتا ہے، لیکن جب کسی کی جلد پر دھوپ کی تمازت اور موسم کی تبدیلی اثر انداز ہوتی ہے تو جلد کی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔

اور ایسا صرف اس وقت ہوتا ہے جب باریک اور پتلا لباس زیب تن کیا جائے''(۱)۔

کلف دار کاٹن اور جدید سائنس

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوتی لباس زیب تن فرمایا، سوتی لباس کی افادیت پہلے گزر چکی ہے لیکن فیشن کی دنیا نے اس سوتی لباس کی افادیت کو بگاڑ دیا ہے اور مطلوبہ فوائد سے خالی کر دیا ہے۔

کلف لگے لباس جسم کے لئے کس حد تک مفید ہیں، پہلے کچھ کلف کا ذکر۔

❋ یہ دراصل سٹارچ مکئی یا گندم کا میدہ ہوتا ہے جس کو پانی میں ابال کر اور پکا کر پھر پانی میں گھول کر کپڑوں پر لگایا جاتا ہے۔

❋ چونکہ کلف لگا لباس اکڑ جاتا ہے، لہٰذا جسم کو اکڑا کر متکبر بنا دیتا ہے اور

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/ ۱۴۷-۱۴۹، دار الکتاب، لاہور)۔

فرائیڈ ماہر نفسیات کے مطابق تکبر اعصاب اور دماغ کا گھن ہے اور انسان بے شمار اعصابی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

❋ کلف دار لباس سے جلد پر رگڑ پہنچتی ہے، جلد رگڑ برداشت نہیں کر سکتی، جس سے طرح طرح کے جلدی امراض جنم پاتے ہیں۔

❋ کلف دار لباس سے ہوا کا گزر نہ ہونے کی وجہ سے پسینہ خشک نہیں ہوتا، مزید یہ کہ کپڑا پسینہ جذب نہیں کرتا۔

❋ پسینہ کی وجہ سے سٹارچ یا کلف کا مواد بدن کو لگتا رہتا ہے اور جلد پر چپکتا رہتا ہے، جس سے جلدی مسام بند ہو کر پھپھوند کا خطرہ لاحق رہتا ہے(۱)۔

عورتوں کا آدھی آستین والی قمیص پہننا

چونکہ اس ہیئت میں مکمل بدن نہیں ڈھکتا اس لئے اسے پہننا جائز نہیں۔

''بخاری'' میں حضرت ہندہ رضی اللہ عنہا کا عمل منقول ہے کہ ان کی آستینیں کھلی ہوتی تھیں لہٰذا وہ اپنی آستینوں میں بٹن لگا کر اپنی انگلیوں میں ڈال دیتی تھیں تا کہ وعید نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "رب كاسيةٍ في الدنيا عارية يوم القيٰمة" میں داخل نہ ہو جائیں:

"وكانت هند لها أزرارٌ في كُمَيها بين أصابعها".

والمعنى أنها كانت تخشى أن يبدو من جسدها شئٌ بسبب سعة كُمَّيها، فكانت تزر ذلك؛ لئلا يبدو منه شئٌ فتدخل في قوله صلى

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/ ۳۲۰، دار الکتاب، لاہور)۔

اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ”كاسية عارية“(١).

کالروالی قمیص پہننا

کالروالی قمیص میں مردوں کے لباس کی مشابہت پائی جاتی ہے جو کہ ممنوع ہے، لہٰذا اس سے احتراز لازم ہے۔

”عن أبي أمامة رضي اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم : أربعة لُعِنُوا في الدنيا والأخرة، وأمّنت الملائكة: رجلٌ جعله اللّٰه ذكراً، فأنّث نفسه وتشبّه بالنساء، وامرأةٌ جعلها اللّٰه أنثى، فتذكرت وتشبهت بالرجال“. الحديث(٢).

”حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: چار قسم کے لوگوں پر دنیا وآخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور فرشتے آمین کہتے ہیں: ۱- وہ شخص جسے اللہ نے مرد بنایا اور وہ عورتوں کی مشابہت اور چال چلن کے ذریعے اپنے کو عورت بناتا ہے، ۲- ایسی عورت جسے اللہ نے عورت بنایا اور وہ مردوں کی مشابہت کرکے مرد بننا چاہتی ہے“۔ الخ.

---

(١) (فتح الباري، كتاب اللباس، باب ما كان النبي صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم يتجوز من اللباس البسط: ١٠/٣٧٣، قديمي).

(٢) (الترغيب والترهيب، الترهيب من تشبه الرجل بالمرأة: ٣/٧٦، روضة القرآن، پشاور).

صرف لمبا کرتا پہننا

اگر کرتے کی وضع اس قسم کی ہو کہ اس میں کوئی بے پردگی نہ ہو اور عورت بھی ستر عورت کا خیال رکھے تو اگر چہ اس کی گنجائش ہے لیکن عورتوں کا اس طرح ایک کپڑے میں رہنا مناسب نہیں کیوں کہ جس طرح ستر عورت شلوار میں ممکن ہے اس طرح صرف لمبے کرتے سے حاصل نہیں ہوتا:

"لبس السراويل سنة، وهو أستر الثياب للرجال والنساء. كذا في الغرائب"(۱).

"وأما في البيت فتقعد بدونه [السروال]، وهي لاتخلو إما أن يكون البيت لايدخله غير زوجها أو هو وغيره، فإن كان الأول فذلك جائزلها في غير الصلوة"(۲).

مردانہ جیکٹ

لباس سے متعلق اصول میں یہ بات گزری کہ ہر وہ لباس جو مردوں کے ساتھ خاص ہو عورتوں کے لئے اسے پہننا جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو لباس وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

"عن ابن عباس، عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: أنه لعن

---

(۱) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحظر والإباحة، الباب التاسع في اللبس: ۳۳۳/۵،رشيديه).

(۲) (المدخل لابن الحاج، لبس النساء: ۲٤۲/۱، دار الفكر).

المتشبهات من النساء بالرجال والمشتبهين من الرجال بالنساء"(۱).

''حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں اوران مردوں پر بھی لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں''۔

لہٰذا مردانہ جیکٹ کا استعمال کرنا جائز نہیں۔

واسکٹ پہننا

واسکٹ بھی مردوں کے لباس میں سے ہے،اس کے استعمال میں تشبہ بھی پایا جاتا ہے،لہذا اس کا استعمال بھی جائز نہیں۔

"لعن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم الرجل يلبس لبسة المرأة؛ والمرأة تلبس لبسة الرجل"(۲).

''جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی طرح لباس پہنتے ہیں اوران عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کی طرح لباس پہنتی ہیں''۔

شلوار پہننا

لباس کا اصل مقصد ستر عورت ہے اور یہ مقصد جس لباس سے حاصل ہو وہ

(۱) (أبوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء: ۲/۲۱۲، امدادیه).

(۲) (مجمع الزوائد، کتاب اللباس والزینة، آداب اللباس وهیئته: ۲/۸۰۱، إدارة القرآن).

پسندیدہ لباس کہلائے گا، شلوار میں ستر عورت بنسبت دوسری چیزوں کے زیادہ ہے، لہٰذا شلوار کا پہننا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔

"علی کنت قاعداً عند النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عند البقیع فی یوم مطیر، فمرت امرأةٌ علی حمارٍ، ومعها مکاری، فسقطت فأعرض عنها بوجهه، فقالوا: یارسول اللّٰہ! إنها متسرولة، فقال: اللهم اغفر للمتسرولات من أمتی"(١).

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک بارش والے دن میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بقیع میں بیٹھا تھا، وہاں سے ایک عورت کا گزر ہوا جو گدھے پر سوار تھی اور اس کے ساتھ خچر وگدھے کرائے پر دینے والا شخص بھی تھا، وہ گر پڑی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا (کہیں ستر کھل نہ گیا ہو اور اس پر نگاہ نہ پڑ جائے)، تو صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے شلوار پہن رکھی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میری امت کی ان عورتوں کی مغفرت فرما جو (ستر کا لحاظ کرتی ہیں) اور شلوار پہنتی ہیں''۔

فائدہ:

شلوار بیٹھ کر پہننا بہتر ہے، ملا علی قاری صاحب مدخل سے نقل کرتے ہیں:

(١) (مجمع الزوائد، كتاب اللباس والزينة، آداب اللباس وهيئته: ٢/٨٠٣، إدارة القرآن).

"وعليك أن تتسرول قاعداً وتتعمم قائماً"(١).

تہہ بند (لنگی) پہننا

عورتوں کے لیے تہہ بند باندھنا جائز ہے(۲)۔

لہنگا پہننا

لہنگا وہ لباس جو ہندو عورتیں پہنتی ہیں اس کا استعمال بھی نا جائز ہے، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں:

"رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليّ ثوبين معصفرين، فقال: إن هذه ثياب الكفار فلاتلبسها"(٣).

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا: لباس کا یہ رنگ وانداز کفار کا ہے، اسے مت پہنو"۔

آڑا پاجامہ پہننا

یہ ایک قسم کا چوڑی دار پاجامہ ہے جسے شرفاء استعمال نہیں کرتے البتہ فساق وفجار کے ہاں بہت مقبول ہے، چونکہ اس میں تشبہ بالفساق پایا جاتا ہے لہذا اس کا

---

(١) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ١٤٨/٨، رشيديه).

(٢) (كفايت المفتي، كتاب الحظر والإباحة: ١٨٠/٩، دارالاشاعت).

(٣) (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر: ١٩٣/٢، قديمي).

استعمال ممنوع ہے۔

ڈھیلا پاجامہ پہننا

ڈھیلا پاجامہ یعنی جس کے پائنچے کھلے ہوں اسے پہننا بھی جائز ہے، بشرطیکہ فاسقات کا شعار نہ ہو، مگر اس میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے خاص کر بیٹھنے کی حالت میں کیونکہ ڈھیلے پاجامے کے پائنچوں کی وجہ سے پاجامہ غیر اختیاری طور پر اوپر آجاتا ہے، اسی طرح کھلے پائنچوں کے سبب ستر پر نگاہ پڑنے کا بھی قوی اندیشہ ہے، اگر ان امور کا لحاظ رکھا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پینٹ پہننا

پینٹ کا استعمال مردوں کے لیے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ عورتیں اسے بطور فیشن استعمال کریں۔

"کل لباسٍ یکون علی خلاف السنة، یکون لبسه مکروهاً، وهو مثل أثواب الکفار، وأثواب أهل الفسق والفجور وأهل الأشر والبطر"(۱).

بیلٹ والی شلوار استعمال کرنا

اس کا اصل مقصد سرین کے ابھار کو واضح کرنا اور اپنے کو اسمارٹ ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ سرین کے ابھار کی سرعام نمائش غیرت ایمانی کے سراسر خلاف ہے، ایسے حیا سوز لباس سے قطعاً اجتناب کیا جائے:

(۱) (النتف فی الفتاویٰ، کتاب الأشربة، اللباس المکروه: ۱۶۲، سعید).

﴿إن الـذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والاٰخرة والله يعلم وأنتم لاتعلمون﴾ [النور: ١٩].

شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا

باوجودیکہ شریعت مطہرہ نے مردوں کو ٹخنے ڈھکنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں، عورتوں کو ٹخنے چھپانے کا پابند کیا۔

لہٰذا شریعت مطہرہ کے حکم کی خلاف ورزی مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا اور عورتوں کا ٹخنے کھلے رکھنا شیوہ مسلمانی نہیں:

عـن ابـن عـمر قال: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: مـن جَـرّ ثوبَه خُيَلاء، لم ينظر الله إليه يوم القيٰمة، فقالت أم سلمة: فكيف تـصنع النساء بذيولهن؟ قال: يُرخِينَ شبراً، فقالت: إذاً تنكشف أقدامهن، قال: فيرخينه ذراعاً، لايزدن عليه"(١).

"حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:
جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جواز راہ تکبر اپنے لباس کو ٹخنوں سے نیچے رکھے گا، اللہ رب العزت قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں کریں گے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا: عورتیں اپنے لباس کا کیا کریں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتیں ایک بالشت نیچے لٹکالیں، اس پر

---

(١) (الترمذي، كتاب اللباس، باب ماجاء في ذيول النساء: ٣٠٣/١، سعيد).

حضرت ام سلمہ نے فرمایا: اس صورت میں ان کے پیر کھلے رہیں
گے، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ بھر اور نیچے
لٹکالیں اس سے زائد نہ لٹکائیں''۔

ٹخنے کھلے رکھنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی اس کی سائنسی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

طاہر منیر صاحب فوم کا کاروبار کرتے ہیں، اچھے پڑھے لکھے صاحب ہیں، فرمانے لگے: میں امریکہ (مشی گن سٹیٹ) کے سفر پر تھا۔ وہاں ایک ہیلتھ سینٹر (Health Centre) دیکھا۔ میرے دوست نے کہا۔ یہاں چلو آپ کو مزے دار چیزیں دکھاتا ہوں۔ ہم اکٹھے اس سینٹر میں پہنچے، بہت بڑا اسینٹر تھا، اس کے مختلف شعبے تھے۔ ہم پھرتے پھراتے شعبہ لباس میں پہنچے تو ایک جگہ لکھا ہوا تھا: ''شلوار (لباس) کو ٹخنوں سے اوپر لٹکاؤ۔ اس سے ٹخنوں کے ورم، جگر کے اندرونی ورم اور پاگل پن سے بچ جاؤ گے۔ میں چونک پڑا، میں نے پوچھا کہ یہ سینٹر مسلمانوں کا ہے؟ کہا کہ نہیں یہ عیسائیوں کا تحقیقاتی ادارہ ہے اور یہاں صحت کے مختلف عنوانات پر تحقیق کرتے ہیں، جن میں بعض اسلامی احکامات بھی زیرِ بحث آتے ہیں۔

اگر شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوگی تو بعض اہم شریانیں (Arteries) اور وریدیں ایسی ہوتی ہیں جن کو ہوا اور پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور اگر وہ ڈھکی رہیں تو جسم کے اندر مذکورہ بالا تبدیلیاں آتی ہیں۔

طاہر منیر صاحب کے مطابق وہاں میں اس سینٹر کے متعلقین سے ملا تو انہوں

نے عجیب وغریب انکشافات کئے، ان کا کہنا ہے کہ: ''عورتیں اگر کھلے پائچوں والی شلوار یا ٹخنوں کے اوپر شلوار لٹکائیں گی تو ان کے اندر نسوانی ہارمونز کی کمی یا زیادتی ہو جائے گی۔ اس کی وجہ سے وہ اندرونی ورم (Viginal Inflammation)، کمر کے درد (Backache)، اعصابی کمزوری اور کھچاؤ کا مستقل شکار رہیں گی۔

طاہر صاحب فرمانے لگے، جب میں نے یہ کیفیت خانہ دار عورتوں میں دیکھی تو واقعی جنہوں نے سنت سے اعراض کیا ہوا تھا، ان کی حالت بالکل ویسی ہی تھی (۱)۔

سرین پہننا

ظاہری زیب وزینت کا اظہار صرف شوہر، محارم اور مسلمان عورتوں کے سامنے جائز ہے، باطنی زیب وزینت کا اظہار سوائے شوہر کے کسی کے سامنے جائز نہیں، مغرب سے مستعار ایسے حیا سوز وفتنہ پرداز فیشنوں کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ایسا فیشن جو غیرت وحیا کے نام پر دھبہ ہو تقاضہ انسانیت کے خلاف ہے، لہٰذا ایسے حیا سوز لباس سے اجتناب ضروری ہے۔

پیڈ استعمال کرنا

عورتوں کے لئے مخصوص ایام میں پیڈ وغیرہ استعمال کرنا مستحب ہے۔

”وأما الکرسف فسنة أی: استحب وضعه للبکر عند الحیض فقط، وللثیب مطلقاً؛ لأنها لاتأمن عن خروج شیٔ منها، فتحتاط فی ذلك

---

(۱) (سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۱/۱۵۶، دار الکتاب، لاہور)۔

خصوصاً فی حالة الصلوة"(۱).

برقع پہننا

برقع یا بڑی چادر پہننے کا مقصد اجانب وغیر محارم کی نگاہوں سے محفوظ رہنا اوراس بات کی اطلاع ہے کہ عورت پردہ دار ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿یاأیها النبی قل لأزواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن ذلك أدنىٰ أن يعرفن فلا يؤذين وكان الله غفوراً رحيماً﴾[الأحزاب: ۵۹].

اور یہ مقصد جس چیز سے حاصل ہو شرعاً اسی کو مستحسن اور پسندیدہ کہا جائے گا اور جس برقعے یا چادر سے یہ مقصد حاصل نہ ہو بلکہ اپنی چمک اور شوخی کی وجہ سے وہ برقع یا چادر مزید جاذبِ نظر ہو تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔

مشہور مفسر علامہ آلوسی رحمہ اللہ ایسے برقعوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ثم اعلم أن عندی مما يلحق بالزينة المنهی عن إبدائها ما يلبسه أكثر مترفات النساء فی زماننا فوق ثيابهن، ويتسترن به إذا خرجن من بيوتهن، وهو غطاء منسوج من حرير ذی عدة ألوان، وفيه من النقوش الذهبية أو الفضية ما يبهر العيون، وأرى أن تمكين أزواجهن ونحوهم لهن

(۱) (رسائل ابن عابدین، الرسالة الرابعة: ۸۴/۱، سہیل اکیڈمی، لاہور).

مـن الـخـروج بـذلك ومشيهـن بيـن الأجـانب من قلة الغيرة ،وقد عمت البلوىٰ بذلك"(١).

"جس زینت کے اظہار سے عورتوں کو منع کیا گیا اس میں وہ مختلف رنگوں والا ریشمی برقع بھی داخل ہے جس پر سونے یا چاندی کے نقش ونگار ہوتے ہیں اور جب عورتیں انہیں پہن کر باہر نکلتی ہیں تو آنکھیں پھرا جاتی ہیں، شوہر اور دیگر محارم کا انہیں اس حال میں باہر نکل کر اجانب میں چلنے کی اجازت دینا قلت حیا پر مبنی ہے"۔

حاصل کلام یہ ہے کہ پردے کے لیے ایسا برقع یا چادر استعمال کی جائے جو جاذب نظر نہ ہو، ایسا برقع یا چادر جو بوڑھی عورتوں کو بھی جاذب نظر بنادے ہرگز جائز نہیں۔

"قـال الـذهبي: ومن الأفعال التي تلعن المرأة عليها إظهار زينتها كـذهـب أو لـؤلـؤمن تحت نقابها، وتطيبها بطيب كمسك إذا خرجت. وكـذا لبسها عند خروجها كل مايؤدي إلى التبهرج كمصوغ براق وإزار حـرير وتوسعة كم وتطويله، فكل ذلك من التبهرج الذي يمقت الله عليه فاعلَه في الدنيا والآخرة"(٢).

صحابیات کے پردے کی کیفیت حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتی ہے:

---

(١) (روح المعاني ،سورة النور :١٨/ ١٤٦، إحياء التراث العربي).

(٢) (الزواجر عن اقتراف الكبائر: ٢٥٨-٢٥٩، دار الفكر).

"عن أم سلمة رضی الله عنها قالت:لما نزلت﴿یدنین علیهن من جلابیبهن﴾خرج النساء کأنّ علی رؤوسهن الغربان من الأکیسة"(١).

فرماتی ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ''عورتیں اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں'' تو انصار کی عورتیں اس حالت میں باہر نکلتی تھیں گویا ان کے سروں پر کالے کوے ہیں، سیاہ چادروں کی وجہ سے۔

دستانے اور جرابیں

باہر جانے کے لیے دستانے اور جرابیں پہننا ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی عورت اس کا بھی اہتمام کرے تو بہتر ہے بشرطیکہ وہ خود جاذب نظر نہ ہوں اور اس کا استعمال صرف پردے کی نیت سے کیا جائے، اس میں امتیازی اور نمایاں نظر آنے کا پہلو نہ پایا جائے:

"وللحرة جمیع بدنها حتی شعرها النازل فی الأصح خلا الوجه و الکفین وا لقدمین"(٢).

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ "وکانت لها أزرار فی کمیها بین أصابعها" کا ترجمہ فرماتے ہیں:

---

(١) (أبوداؤد، کتاب اللباس، باب فی قول الله تعالیٰ: ﴿ولیضر بن بخمرهن علی جیوبهن﴾: ٢/٢١٢، إمدادیه).

(٢) (الدرالمختار، کتاب الصلوة، باب شروط الصلوة مطلب فی ستر العورة: ١/٤٠٥،سعید).

"یعنی اس عورت نے انگلیوں کے درمیان کھنڈیاں لگا دیں تھیں، تا کہ صرف انگلیاں ننگی ہوں اور بقیہ مستور رہے"(۱)۔

"عن ابن عمر، عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم "المحرمة لاتنتقب، ولاتلبس القفازين".

قال العلامة خليل أحمد السهارنفوری رحمه الله: "هو بالضم والتشديد شيء يلبسه نساء العرب فی أيديهن، يغطی الأصابع والكف والساعد من البرد، وفيه قطن محشو، وقيل: هو ضرب من الحلی تتخذ المرأة ليديها، مجمع. وفی القاموس: كرمّان، شیءٌ يعمل لليدين يحشی بقطن تلبسهما المرأة للبرد، وضرب من الحلی لليدين والرجلين، أما لبس القفازين فلا يكره عندنا"(۲).

سینہ بند باندھنا

سینہ بند کا استعمال اگر پستانوں کی حفاظت کے لئے ہوتو جائز ہے، اسی طرح اپنے شوہر کے لئے استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر پستان بند کا مقصد زینت غیرمحرم اور ہرکس وناکس کو متوجہ کرنا ہوتو اس کا استعمال جائز نہیں، نیز وہ بریزئیر جن کی بناوٹ اور ساخت ہی اس قسم کی ہے کہ ان سے سینے کا ابھار اور زیادہ معلوم ہوتا ہے ان کا استعمال بھی جائز نہیں کیونکہ سینہ ان مواضع زینت میں سے ہے جن کا اظہار سوائے شوہر کے کسی کے سامنے بھی جائز نہیں۔

---

(۱) (فیض الباری، کتاب اللباس: ۳۷۷/٤، رشیدیه).

(۲) (بذل المجهود، كتاب المناسك، باب مايلبس المحرم: ۱۱۸/۳، إمداديه ملتان).

بریزئراور سائنس

طبی لحاظ سے بریزئر کے فوائد ونقصانات پر روشنی ڈالتے ہوئے حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"فیشن کی دنیا نے زمانے کے اطوار بدل کرلوگوں کے مزاج بدل دیئے ہیں ،حسن نسواں کے لئے پستانوں کو بہت اہمیت حاصل ہے، پستانوں کوتحفظ اورحسن فراہم کرنے کے لئے فیشن نے بریزئر کا استعمال کرنا سیکھا ہے۔حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا استعمال نہیں تھا لیکن اب اس کا استعمال ہر خاتون کی ضرورت ہے۔

بندہ نے ہوزری کے ماہرین سے ملاقاتیں کیں اور بریزئر کے میٹریل کا بغورمطالعہ کیا تواس نتیجے پر پہنچا۔

ا-فوم

بریزئر میں فوم کی تہہ اس کو ابھاردار اور نرم بنانے کے لئے ہوتی ہے،فوم جلدی غدود خاص طور پر روغنی گلینڈز کو بہت متاثر کرتا ہے،اس فوم کی تہہ کی وجہ سے ہوا کا داخلہ بند ہوکر گھٹ جاتے ہیں، چونکہ پستان بہت حساس اورزود اثر ہوتے ہیں اس لئے یہ تھوڑی سختی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

۲-پولسٹر یانائیلون کا کپڑا

تمام بریزئر میں استعمال ہونے والا کپڑا پولسٹر یا نائیلون کا ہوتا ہے جو نہ تو پسینہ جذب کرتا ہے اور نہ ہی ہوا کو داخل یا خارج ہونے دیتا ہے۔

۳۔ شکنجا

چونکہ بریزئر کا مقصد پستانوں کو ڈھلکنے سے بچانا ہے اس لئے اس انداز سے بنایا جاتا ہے کہ یہ پستانوں کو کھینچ کر رکھیں۔ بریزئر بذات خود ایک شکنجا نما چڑھاوا بن کر بے شمار امراض کا باعث بن جاتا ہے اس کی سختی کو مزید سخت کرنے کے لئے اس کے تسمے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔

۴۔ بریزئر اور بریسٹ کینسر

ڈاکٹر خالدہ عثمانی کینسر اسپیشلٹ لاہور نے انکشاف کیا ہے کہ میرے پاس پستانوں کے کینسر میں مبتلا اکثر مریض عورتیں ایسی ہیں جن کو صرف بریزئر کی وجہ سے کینسر ہوا اور جب اس امر کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کے کینسر کی وجہ بریزئر کا استعمال ہے۔

ماؤں میں دودھ کی کمی

اکثر خواتین کا کسی مرض یا بیرونی اثر مثلاً بریزئر کی وجہ سے دودھ خشک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دودھ سے محروم ہوتی ہیں، لہذا یاد رکھیں کہ بریزئر کا استعمال عورتوں کے دودھ کو کم اور ختم کرتا ہے۔

جلدی حساسیت

بریزئر کے استعمال سے چونکہ پستان ڈھکے اور گھٹے رہتے ہیں اس لئے ان کے اندر حساسیت پیدا ہو جاتی ہے، مزید یہ کہ دن بھر کے کام کاج عورتوں کو اوپر نیچے ہونے پر مجبور کرتے ہیں جس کی وجہ سے پستان بریزئر سے رگڑ کھاتے رہتے ہیں اور

یہی رگڑ مریض کے لئے الرجی کی باعث بن جاتی ہے جس سے وائرس اور بیکٹر یا کے جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں حتیٰ کہ ایگزیما، جلدی خارش، پھنسیاں اور سوزش کے مریض تو اکثر پریکٹس میں ملتے ہیں۔

توجہ طلب مثال

آپ اپنے ہاتھ کو ایک ایسی تھیلی میں جس کے اوپر اور نیچے پولیسٹر کا کپڑا اور درمیان میں فوم ہو چھ گھنٹے اس میں ہاتھ بالکل بند رکھیں تو چھ گھنٹے کے بعد ہاتھ کی کیفیت کیا ہوگی بلکہ پورے جسم کی کیفیت کیا ہوگی؟

اعصابی امراض

تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پستانوں پر بریزر کے دباؤ کا اثر جسم کے تمام اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے۔ ایسی خواتین ہمہ وقت مندرجہ ذیل کیفیات کا شکار ہو سکتی ہیں:

- ایسی خواتین بہت حساس ہو جاتی ہیں اور چھوٹی موٹی باتیں زیادہ محسوس کرتی ہیں۔
- خواتین میں چڑچڑاپن ہو کر ہسٹریائی کیفیت بن جاتی ہے۔
- کمر اور شانوں کے درد کی مستقل مریض بن جاتی ہیں۔
- سر بوجھل اور دل پر گھٹن کے اثرات ہوتے ہیں۔

نوٹ:

بندہ نے کتب حدیث اور علمائے حدیث سے تحقیق کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خواتین میں بریزر کا استعمال قطعی نہیں تھا۔ اگر آپ

واقعی بریزئر کے استعمال پر مصر ہیں تو باریک کاٹن کے کپڑے کی بریزئر استعمال کر سکتی ہیں''(۱)۔

فائدہ

حکیم طارق محمود چغتائی نماز کی سائنسی حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عورتیں نیت کے بعد جب سینہ پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر صحت بخش حرارت منتقل ہوتی ہے اور وہ غدود نشوونما پاتے ہیں، جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے، نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں تاثیر پیدا ہو جاتی ہے کہ بچوں کے اندر انوارات کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے جس سے ان کے اندر ایسا پیٹرون (Pattern) بن جاتا ہے جو بچوں کے شعور کو نورانی بناتا ہے۔

جدید تحقیق میں یہ بات ثابت ہے کہ عورتیں جب سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایک خاص مراقبہ کرتی ہیں جس سے دنیا سے کٹ کر کسی پرسکون خیال میں کھو جاتی ہیں (یعنی اللہ کی طرف جب نمازی عورت متوجہ ہوتی ہے) تو ایسی حالت میں ایک خاص قسم کی ریز (Rays) پیدا ہوتی ہیں جو بقول ڈاکٹر ڈارون ہلکے نیلے یا سفید رنگ کی ہوتی ہے جو اس کے جسم میں داخل اور خارج ہوتی رہتی ہے اور اس جسم کے اندر قوت مدافعت (Immunity) کے بڑھنے سے وہ جسم کبھی بھی خلیات کے سرطان (Cancer of Cells) میں مبتلا نہیں ہوتا (۲)۔

باریک دوپٹہ اوڑھنا

باریک دوپٹہ اوڑھنا جائز نہیں۔ حضرت علقمہ بن ابی علقمہ اپنی والدہ سے

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۳۲۰-۳۲۴)۔

(۲) (سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۱/۶۶، دار الکتاب، لاہور)۔

روایت کرتے ہیں کہ: ''حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن اماں عائشہ کے پاس تشریف لائیں انہوں نے باریک ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے پھاڑا اور انہیں موٹا ڈوپٹہ پہنایا(۱)۔

گھر میں ننگے سر رہنا

شریف و دیندار گھرانوں میں اسے بہت معیوب سمجھا جاتا ہے، نیز اس میں بے پردگی اور آزادی کی راہ بھی کھلتی ہے اور محارم کے سامنے سینے کا ابھار بھی ظاہر ہوتا ہے، لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ وإن كان القول التالي يؤيد الجواز.

"في غريب الرواية: يرخص للمرأة كشف الرأس في منزلها وحدها، فأولىٰ أن يجوزلها لبس خمارٍ رقيقٍ يصف ماتحته عند محارمها. كذا في القنية"(۲).

اسکارف پہننا

اگر شرعی پردے کی رعایت کرتے ہوئے اسکارف کا استعمال کیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن اگر اسی کو پردے کا متبادل خیال کر کے پہن لیا جائے اور باقی بدن کے پردے سے غفلت اور لاپرواہی برتی جائے تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔

سر پر رومال باندھنا

بظاہر اس میں کوئی حرج نہیں کہ محض زینت ہے۔

---

(۱) (مشكوة المصابيح، كتاب اللباس، الفصل الثالث: ۳۷۷، قديمي).

(۲) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب التاسع في اللبس: ۵/۳۳۳، رشيديه).

”عن أمينة بنت أبي النجار قالت: كن أزواج النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتخذن عصائب فيها الورس والزعفران، فيعصبن بها أسافل رؤ سهن ثم يخز من بذلك“(۱).

”حضرت امینہ بنت ابی النجار فرماتی ہیں: ازواج مطہرات سرخ وزردرنگ کی پٹیاں لے کراپنے سروں کے نچلے حصے میں باندھتی تھیں“۔

پرس لٹکانا

عورتوں کے لئے بلاضرورت باہر نکلنا جائز ہی نہیں اور ضرورتاً باہر نکلنے کے بھی اصول وضوابط ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ﴾[الأحزاب:۳۳].

اگر واقعی ضرورت ہوتو باہر نکلنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں، البتہ ایسے امور وحرکات سے بالکل اجتناب کیا جائے جو فتنے کا باعث ہوں، لہذا پرس لٹکا کر باہر نکلنا اور مزید یہ کہ پرس کوبھی نقش ونگار سے آراستہ کرنا جائز نہیں، اگر کوئی چیز لے کے جانی ہوتو اس کے اور بھی کئی طریقے ہیں۔

---

(۱) (اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، كتاب اللباس، ماجاء في لبس الأبيض: ۳۹۴/۳، عباس أحمد الباز مكة).

مشرک وفاسق عورتوں کے سامنے اظہارِ زینت

زیب وزینت کا اظہار جس طرح اجانب کے سامنے جائز نہیں اسی طرح فاسق ومشرک عورتوں کے سامنے بھی جائز نہیں۔

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''نیک و پاکدامن عورت کو چاہیے کہ فاسق عورتوں کی نگاہوں سے بچے ورنہ وہ اس کے اوصاف باقی مردوں کے سامنے بیان کریں گی، لہٰذا ان کے سامنے اپنی چادریں اور ڈوپٹے نہ اتاریں۔اسی طرح مشرک وکتابی عورتوں کے سامنے بھی زینت کا اظہار نہ کریں''(۱)۔

عطر لگانا

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے حیائی اور فتنے سے روکنے کے لئے عورتوں کو ہر اس کام سے منع فرمایا جو باعثِ فتنہ ہوں، اسی لئے عورتوں اور مردوں کی خوشبو میں فرق کیا اور فرمایا:

"طيب الرجال ماظهر ريحه وخفي لونه، وطيب النساء ماظهر لونه وخفي ريحه"(۲).

''مردوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس

---

(۱) (فتاویٰ الكهنوی، مايتعلق بالنساء: ٤١٧، دارابن حزم).

(الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، الرابع: نظر المرأة إلى المرأة: ٢٦٥٦/٤، رشيديه).

(۲) (النسائی، كتاب الزينة، الفصل بين طيب الرجال وطيب النساء: ٢٨١/٢، قديمی)

کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو، جب کہ عورتوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو"۔

"أيما امرأةٍ استعطرت، فمرّتْ على قومٍ ليجدوا من ريحها فهي زانية"(۱).

''جو عورت بھی عطر لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرے، تا کہ لوگ اس کی خوشبو سے محظوظ ہوں، تو وہ زانیہ ہے"۔

لہٰذا عورتوں کا خوشبودار عطر اور ایسا میک اپ استعمال کر کے باہر نکلنا جس میں خوشبو پائی جائے، فرمانِ نبوی کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

البتہ اگر کوئی عورت اپنے گھر میں محارم کے سامنے خوشبودار عطر وغیرہ استعمال کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

ملا علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"أما إذا كانت عند زوجها فلتتطيب بماشأت"(۲).

خوشبودار ٹالکم پاؤڈر وغیرہ استعمال کرنا

عورتوں کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ باہر نکلتے وقت خوشبودار پاؤڈر استعمال کریں یا ایسا صابن استعمال کریں جس کی خوشبو باقی رہے۔ گھر میں رہتے ہوئے انہیں استعمال کرنا جائز ہے۔

"ولايجوز لهن الطيب بماله رائحة طيبة عند الخروج من

(۱) (النسائي، كتاب الزينة، مايكره للنساء من الطيب: ۲/۲۸۲، قديمي).

(۲) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۸/۲۲۵، رشيديه).

بیوتھن، ویجوز إذا لم یخرجن"(۱).

فتنۂ آواز، فتنۂ خوشبو اور جدید تحقیق

ماہرینِ نفسیات کا عریانی کے بارے میں نظریہ یہ ہے کہ خواتین جب خوشبو لگاتی ہیں تو اس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ وہ بن سنور کر اور عریاں ہوکر جب غیر مرد کے سامنے آتی ہے تو اس کا اثر مرد پر تیز تر ہوتا ہے اور شہوانی جذبات بھڑ کتے ہیں۔ جب غیر عورت کی آواز مرد سنتا ہے تو یہ آواز بھی غیر مرد کے شہوانی جذبات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ فتنۂ آواز، فتنۂ خوشبو اور فتنۂ عریانی کو ماہرینِ نفسیات Eduction یا جاذبیت کا نام دیتے ہیں یعنی اس سے گناہ کی طرف کشش پیدا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبۂ نفسیات کے پروفیسر محمد اختر کا بھی یہی خیال ہے کہ یہ عناصر گناہ کی طرف انسان کو تیزی سے راغب کرتے ہیں (۲)۔



(۱) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، الفصل الثاني: ۸/ ۱٦۰، رشيديه).

(۲) (اسلام، صحت اور جدید سائنسی تحقیقات، ص: ۲۸۴، ادارہ اشاعت اسلام).

بالوں سے زیب وزینت

فطرۃً عورتوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ حسین سے حسین تر نظر آئیں، اس مقصد کے لئے بسا اوقات وہ ایسے طریقے بھی اختیار کرتی ہیں جو شرعاً ممنوع ہوتے ہیں، بال خوبصورتی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اسی لئے بناؤ سنگھار میں بالوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔

فطرت کے اصولوں کے پیش نظر شریعت مطہرہ نے جو احکام دیئے وہ فطری حسن و جمال کو دوبالا کردیتے ہیں مثلاً:

○ عورتوں کو گھنے اور لمبے بالوں سے نوازا تو مردوں کو وفرہ (کانوں تک)، لمہ (کانوں کی لوتک) اور جمہ (کندھوں تک) بال رکھنے کی اجازت دی۔

○ مردوں کو داڑھی سے زینت بخشی تو عورتوں کے چہرے کو بغیر بالوں کے حسن و جمال سے مزین فرمایا۔

○ مردوں کے سینے کو بالوں سے بارعب بنایا تو عورتوں کی چھاتیوں کو بغیر بالوں کے ہی جاذب نظری سے نوازا۔

○ زائد بالوں کے متعلق مرد و عورت ہر ایک کو ایک لائحہ عمل دیا کہ ہر ہفتے ان کی صفائی کریں ورنہ ہر پندرہ دن کے بعد اور آخری گنجائش چالیس دن رکھی کہ ان میں ایک دفعہ ضرور ان زائد بالوں کو صاف کیا جائے، اس میں جسم کی نظافت کے علاوہ

بھی کئی مصالح وحکمتیں ہیں۔

الغرض اگر قدرت کے ان زریں اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے تو بناوٹی حسن کی چنداں ضرورت نہیں رہتی، تاہم شریعت مطہرہ نے عورتوں کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے حسن وجمال کے لئے مزید سہولیات دی ہیں، اگر شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ان سے فائدہ حاصل کیا جائے تو نہ صرف جائز بلکہ ایک پسندیدہ چیز ہے۔ ذیل میں زیب وزینت کے ان احکام کو ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق بالوں سے ہے۔

وگ لگانا

وگ اگر مصنوعی یا غیر انسانی بالوں کی ہو تو اسے استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ دھوکہ دہی کی غرض سے استعمال نہ کی جائے۔

"قال أبوداؤد: وتفسير الواصلة التي تصل الشعر بشعر النساء .... قال أبوداؤد: وكان أحمد يقول: القرامل ليس به بأس —وفي نسخة— حد ثنا محمد بن جعفر بن زياد، قال: حدثنا شريك، عن سالم، عن سعيد بن جبير، قال: لابأس بالقرامل. قال أبوداؤد: كأنّه يذهب إلى أن المنهي عنه شعور النساء"(١).

قال الإمام محمد رحمه الله: "يكره للمرأة أن تصل شعراً إلى شعرها، أو تتخذ قُصَّة شعرٍ، ولابأس بالوصل في الرأس إذا كان صوفاً،

(١) (أبوداؤد، كتاب الترجل، باب في صلة الشعر: ٢/٢٢٢، إمداديه).

فأما الشعر من شعور الناس، فلا ينبغي، وهو قول أبي حنيفة والعامة من فقهائنا رحمهم الله تعالىٰ"(١).

"أبوحنيفة عن الهيثم، عن أم ثور، عن ابن عباس أنه قال: لابأس أن تصل المرأة شعرها بالصوف، إنما نهى بالشعر، وفي رواية: "لابأس بالوصل إذا لم يكن شعر بالرأس"(٢).

قال العلامة أنور شاه الكشميري رحمه الله تعالىٰ: "والمواصلة من الأشعار منهية عنها، لا من الغزل، ومافي عصرنا فليست بممنوعة"(٣).

بالوں کی پیوندکاری

بالوں کی پیوند کاری میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر انسانی بالوں سے پیوند کاری کی جائے تو جائز نہیں۔ انسانی بالوں کے علاوہ جانوروں کے بال یا مصنوعی بال ہوں تو جائز ہے۔

"عن عرفجة بن سعد، قال: أصيب أنفي يوم الكلاب في الجاهلية، فاتخذت أنفاً من ورقٍ، فانتن علي، فأمرني رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أن أتخذ أنفا من ذهبٍ"(٤).

---

(١) (مؤطا إمام محمد، باب المرأة تصل شعرها بشعر غيرها: ٣٨١، مير محمد).

(٢) (مسند الإمام الأعظم، كتاب اللباس، باب الزينة: ٢٠٥، نور محمد).

(٣) (العرف الشذي، كتاب اللباس، باب ماجاء في مواصلة الشعر: ١/٣٠٨، سعيد).

(٤) (الترمذي، كتاب اللباس، باب ماجاء في شد الأسنان بالذهب: ١/٣٠٦، سعيد).

"ولو سقط سنه يكره أن يأخذ سنّ ميّتٍ فيشدها مكان الأولى بالإجماع، وكذا يكره أن يعيد تلك السن [إلى] مكانها عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله، ولكن يأخذ سنّ شاةٍ ذكيّةٍ فيشدها مكانها"(١).

بالوں کومختلف رنگوں سے رنگنا

زیب وزینت کا ایسا پہلو جو شرعاً ممنوع نہ ہو اختیار کرنا جائز ہے اور بالوں کو مختلف رنگوں سے رنگنا شرعاً ممنوع نہیں، لہٰذا اس کی اجازت ہے بشرطیکہ یہ فعل تشبہ بالکافرات والفاسقات سے خالی ہو، اگر ان کی مشابہت اور نقل کی غرض سے کیا تو ناجائز قرار پائے گا۔ البتہ سیاہ بالوں میں براؤن یا دیگر مختلف شیڈز استعمال کرنا تشبہ سے خالی نہیں، لہٰذا اس سے پرہیز کیا جائے۔

وقال عنبسة بن سعيد: إنما شعرك بمنزلة ثوبك فاصبغه بأى لون شئت"(٢).

"عنبسۃ بن سعید فرماتے ہیں: بال کپڑوں کی طرح ہیں، جس رنگ سے رنگنا چاہو رنگو"۔

بالوں کو رنگنے کے نقصانات پر جدید سائنسی تحقیقات

"اکثر نوجوانوں کو یہ شوق ہوتا ہے کہ ان کے بال بھورے یا سنہری

(١) (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان: ٦/٥٢٤، دار الكتب العلمية).

(٢) (عمدة القارى، كتاب اللباس، باب الخضاب: ٢٢/٧٩، دار الكتب العلمية، بيروت).

ہوجائیں، اس سلسلے میں وہ مختلف ٹیوبیں استعمال کرتے ہیں۔ خضاب، وسمہ، مہندی بھی بعض لوگ استعمال کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہائیڈروجن بھی لگائی جاتی ہے جس سے بال وقتی طور پر سنہری اور خوبصورت ہوجاتے ہیں لیکن ان سب رنگوں کا بالآخر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بال گرنے شروع ہوجاتے ہیں .... عام سی سوچ کی بات ہے کہ وہ کیمیکل جو بالوں کا رنگ تبدیل کردے وہ بالوں کو کب زندہ چھوڑے گا۔ اکثر ممالک میں بالوں کو طرح طرح سے رنگنے کا رواج دن بہ دن تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ بالوں کو فیشن کے لئے رنگا جائے یا کسی مجبوری کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں انہیں نقصان پہنچتا ہے اور یہ عمل بالوں کی جڑوں کو کمزور کردیتا ہے کیونکہ جتنے خضاب یا لگانے والے لوشن ملتے ہیں ان سب میں تیز کیمیاوی اجزاء شامل ہوتے ہیں جن سے رفتہ رفتہ بالوں کی قدرتی چمک زائل ہوجاتی ہے، جڑیں کمزور ہوجاتی ہیں اور بال گرنا شروع ہوجاتے ہیں۔ جو خواتین محض نمائشی طور پر بالوں کو رنگتی ہیں وہ جلد یا تو اپنے بالوں سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں یا ان کی قدرتی چمک ماند پڑ کر وہ قبل از وقت سفید ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ بعض کیمیاوی اجزاء جلد میں جذب ہوکر رعشہ اور اعصابی درد پیدا کرتے ہیں۔

خضاب میں شامل مرکبات کھوپڑی کی جلد میں پائے جانے والے مفید اور کارآمد جرثوں کو ہلاک کرڈالتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ جو خضاب لگانے کی عادتِ بد میں مبتلا ہیں (یعنی ادھیڑ عمری یا بڑھاپے میں جوان نظر آنے کے خواہشمند ہوں) انہیں خشکی اور کھوپڑی کی کھال میں مختلف امراض کی شکایت بھی ہوسکتی ہے۔

اسٹیلے لوپیز نے خضاب میں شامل دوطرح کے مرکبات کا تفصیلی مطالعہ کیا، ان میں سے ایک پی فینائلین ڈائی امائن (P-Phenylened Yamine) ہے۔ جو بھورے رنگ کے خضاب کا اہم جزو ہوتا ہے۔ جب بالوں میں پائے جانے والے مختلف جرثوموں کو اس مرکب کی اتنی مقدار میں رکھا گیا جس کی سفارش بال رنگنے کے لئے تھی تو سر کی جلد اور بالوں کو فائدہ پہنچانے والے دو خاص جرثوں اسٹیفائلوکوکس، اپی ڈرمس اور مائکروکوکس لیومیٹس کی نشوونما سست رفتار ہوگئی۔ یہی جرثومے سر کی جلد کو فنکس (پھپھوند) اور خشکی پیدا کرنے والے مضر جراثیم سے بچائے رکھتے ہیں(۱)۔

سیاہ خضاب لگانا

سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''سیاہ خضاب استعمال کرنے والے جنت کی بو بھی نہیں پائیں گے۔

عن ابن عباس، قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم: یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحو اصل الحمام، لایریحون رائحة الجنة"(۲).

بڑی عمر پر سیاہ خضاب نہیں جچتا

ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

---

(۱) (اسلام صحت اور جدید سائنس، ص:۱۲۸، ادارہ اشاعت اسلام)۔

(۲) (أبوداؤد، کتاب الترجل، باب ماجاء فی خضاب السواد: ۲۲۶/۲، امدادیه).

''سفید ہوتے بالوں کو رنگنے کے لئے اچھے اور مناسب معیار کے ہیئر کلر استعمال کریں، بڑھتی عمر کے ساتھ جلد پتلی ہو جاتی ہے اور اس پر کالے رنگ کی ڈائی مناسب نہیں لگتی، لہذا بڑھتی عمر کے ساتھ براؤن رنگ کے مختلف شیڈز استعمال کیجئے''(۱)۔

سیاہ خضاب مرض کینسر کا سبب

امریکہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ کے سائنس دانوں کی تازہ ترین تحقیق کے بموجب بالوں کو سیاہ کرنے کے لئے استعمال کئے جانے والے خضاب (ہیئر ڈائی) میں ایک جز شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے کینسر کا مرض لاحق ہو سکتا ہے۔

آج سے چند برس پہلے کیلی فورنیا یونیورسٹی کے ایک سائنسدان نے ایسے خضاب کے بارے میں جس خدشہ کا اظہار کیا تھا، آج امریکی انسٹی ٹیوٹ کی تحقیق نے اس کی توثیق کر دی ہے۔

جنرل اکاؤنٹنگ آفس کا مطالبہ

مذکورہ تحقیق کے بعد امریکہ کے جنرل اکاؤنٹنگ آفس نے ایسے خضابوں پر بھی کینسر کی وارننگ چسپاں کرنے کا مطالبہ کیا ہے جیسے کہ سگریٹ کی ڈبیوں پر وارننگ ہوتی ہے۔

ہندوستان کے معروف ڈاکٹر و حکیم سید قدرت اللہ قادری صاحب لکھتے ہیں کہ ''میں نے بحیثیت فزیشن اس بات کا بخوبی مطالعہ کیا ہے کہ سیاہ خضاب کے

(۱) (خواتین کی صحت: ۳۶۶، دار الشعور، لاہور)۔

استعمال سے بعض مریضوں میں بے حد حساسیت (Allergy) پائی گئی ہے"۔

آج سے صدیوں قبل معالج حقیقی جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق سینکڑوں تجربات اور بربادیوں کے بعد تحقیقات جدیدہ نے سیاہ خضاب کو سخت مضر بلکہ اس کو خطرناک بیماری کینسر کا سبب قرار دے دیا ہے"(۱)۔

خضاب سے سرطان کا خطرہ

بالوں کے کیمیائی رنگ اور خضاب کے بارے میں خیال ہے کہ ان کی وجہ سے چھاتی اور بیضہ دانی کے سرطان کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، لہٰذا جو عورتیں حاملہ ہوں، حاملہ بننے کی خواہش مند ہوں یا ماں بننے کے بعد بچے کو اپنا دودھ پلا رہی ہوں انہیں چاہیے کہ بالوں کے حسن کے لئے مختلف خضاب اور دیگر کیمیائی اشیاء کے استعمال سے گریز کریں۔ ہاں وہ اشیاء استعمال کی جاسکتی ہیں جو بے ضرر سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً مہندی (۲)۔

خضابی کنگھی اور پینٹ کا استعمال

احکام شریعت کا مدار علل پر ہوتا ہے، جہاں علت پائی جائے وہاں حکم کا ترتب ہوتا ہے۔ چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بالوں کو سیاہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا جہاں بھی یہ علت پائی جائے، وہاں ممانعت کا حکم متوجہ ہوگا۔ بنابریں جو حکم خضاب

(۱) (صحت اور جدید ریسرچ بحوالہ ریسرچ اسٹڈیز اسلام اور میڈیکل سائنس: ۱۴۷، دار المطالعہ، بہاولپور)

(۲) (اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات: ۱۲۸، ادارہ اشاعت اسلام)۔

کا ہوگا وہی حکم سیاہ خضابی کنگھی اور ہر اس چیز کا ہوگا، جس سے بال سیاہ کئے جائیں۔

فائدہ: سیاہ خضاب کفار کا خضاب ہے اور سب سے پہلے سیاہ خضاب فرعون نے استعمال کیا(۱)۔

انجکشن کے ذریعے بال سیاہ کرنا

سیاہ خضاب سے ممانعت جس وجہ سے کی گئی وہ اس صورت میں بھی پائی جاتی ہے، اگر چہ حقیقۃً خضاب کا استعمال نہ پایا جائے، لہٰذا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں جس کی وجہ سے سفید بالوں کو سیاہ کیا جائے۔

سر پر جوڑا باندھنا

بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر باندھنا نا جائز ہے، چاہے کسی رسی کے ذریعے انہیں باندھا جائے یا اس مقصد کے لئے جدید اشیاء کا سہارا لیا جائے، ہر ایک کا حکم یکساں ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے:

”عن أبی هريرة رضی الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :صنفان من أمتی لم أرهما :قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس، ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات ،رؤسهن كأسنمة البخت المائلة ،لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها ،وإن ريحها لتوجد من مسيرة كذا وكذا“(۲).

---

(۱) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثانی: ۲۳۵/۸، رشيديه).

(۲) (الصحيح لمسلم، كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات: ۲۰۵/۲، قديمی).

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں
دو قسم کے لوگ ہیں جنہیں میں نے پہلے نہ دیکھا نہ بعد میں
دیکھوں گا: ایک گروہ ایسا ہوگا جس کے ہاتھ میں گائے کی دموں
کی مانند کوڑے ہوں گے، جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور
دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس پہننے کے باجود ننگی ہوں
گی، مردوں کی طرف میلان کریں گی اور انہیں اپنی طرف مائل
کریں گی۔ ان کے سر ایسے ہوں گی جیسے بختی اونٹ کے کوہان۔
ایسی عورتیں جنت میں داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو سونگھ سکیں گی،
جب کہ اس کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے سے آرہی ہوگی''۔

صاحب ''مرقاۃ المفاتیح'' ملا علی قاری رحمہ اللہ "رؤسهن كأسنمة البخت المائلة " کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"واللفظة معربة أي يعظمنها ويكبرنها بلف عصابة ونحوها، وقيل :يطمحن إلى الرجال لا يغضضن من أبصارهن ولا ينكسن رؤسهن "(١).

حاصل یہ ہے کہ اس وعید میں وہ عورتیں داخل ہوں گی جو بالوں کو لپیٹ کر سر پر باندھ لیتی ہیں، جس کی وجہ سے بال بہت معلوم ہوتے ہیں اور اس کا مقصد بھی اجنبیوں کو

(١) (مرقاة المفاتيح، كتاب الديات، باب مالايضمن من الجنايات، الفصل الأول: ٨٣/٧- ٨٤، رشيديه).

دکھانا ہو، باقی وہ خواتین جو گھر میں کام کاج کے دوران بالوں کا جوڑا باندھ لیتی ہیں یا گھر ہی میں اپنے بالوں کو کپڑے وغیرہ کے ذریعے باندھ لیتی ہیں اور ان کا یہ فعل کام کاج میں سہولت یا شوہر کو خوش کرنے کے لئے ہوتا ہے تو یہ خواتین اس وعید کا مصداق نہیں۔

گدی پر جوڑا باندھنا

''گدی پر جوڑا باندھنا جائز بلکہ حالتِ نماز میں افضل ہے، اس لئے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے''(۱)۔

مینڈھیاں بنانا

مینڈھیاں بنانے میں عورتوں کو اختیار ہے جس انداز میں جتنی چاہیں بنا سکتی ہیں، البتہ اس میں بھی اس بات کی رعایت ضروری ہے کہ فاسقات ومشرکات کی وضع سے بچیں اور ان کی نقل نہ اتاریں۔

مینڈھیاں نہ بنانا

اگر کوئی عورت مینڈھیاں نہ بنائے بلکہ ویسے ہی بال کھلے چھوڑے تو اس کی بھی گنجائش ہے کیونکہ مینڈھیاں بنانا یا بالوں کو گوندھنا لازم نہیں، اس کی اجازت اس وقت ہوگی جب پردے کی باقی شرائط پائی جائیں اور یہ بطور نقالی نہ ہو۔

اونچی یا ٹیڑھی مانگ نکالنا

بالوں کی مانگ نکالنے میں تکلف کرنا اور عام طریقے سے ہٹ کر ایسا طریقہ

---

(۱) (احسن الفتاویٰ، کتاب الحظر والإباحة: ۷۵/۸، سعید).

اختیار کرنا جس میں مردوں یا مشرک عورتوں کی مشابہت پائی جائے جائز نہیں، بنا بریں اونچی یا ٹیڑھی مانگ نکالنا جائز نہیں۔

"المشطة الميلاء، وهى مشطة البغايا، وميملات يمشطن غيره من تلك المشطة، قلت: وقد عمت المشطة الميلاء فى زماننا فى الرجال والنساء جميعاً أخذوها من النصارىٰ، فلا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم"(۱).

پراندی

اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے:

"قال القاضى: فأما ربط الخيوط الحرير الملونة ونحوها مما لا يشبه الشعر فليس بمنهى عنه؛ لأنه ليس بوصل، ولا هو فى معنى مقصود الوصل، وإنما هو للتجمل والتحسين"(۲).

بال کتروانا

ابتداء اسلام سے لے کر اب تک امت کا تعامل بال نہ کٹوانے کا ہے، احادیث میں ازواج مطہرات وصحابیات کی مینڈھیوں کی تصریح موجود ہے، حج وعمرے کے موقعے پر بال کتروانے کی اجازت کے باوجود فقہاء کرام نے ایک پورے سے زائد مقدار کاٹنے کی اجازت نہیں دی اور شرفاء بھی بال کتروانے کو ناپسند کرتے

(۱) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب الفرق: ۱۷/۳۷۶، إدارة القرآن).

(۲) (شرح النووى، كتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة: ۲/۲۰٤، قديمى).

ہیں، اور زیب وزینت کے لئے کسی ایسے فعل کو مباح نہیں کہا جائے گا جو تعامل امت کے خلاف ہو، لہذا زیب وزینت کی غرض سے عورتوں کا بال کتروانا قطعاً ناجائز ہوگا(۱)۔

بال زیادہ لمبے ہوں تو کچھ کاٹنا

اگر کسی کے بال بہت لمبے ہوں اور انہیں سنبھالنا مشکل ہو جائے تو اس عذر کی وجہ سے کچھ بال کاٹنے کی اجازت ہے۔

بال بڑھانے کے لئے کاٹنا

اگر کسی کے بال عام عادت سے چھوٹے ہوں تو انہیں بڑھانے کے لئے بالوں کو کاٹنے کی ضرورت پیش آجائے تو بالوں کی نوک کاٹنا جائز ہے۔

بالوں کی دو نوکیں نکل آئیں

ایسے بالوں کو کاٹنا بھی جائز ہے بشرطیکہ کاٹنے میں زیادہ مبالغہ نہ کیا جائے۔

بال برابر کرنے کے لئے کاٹنا

بال فطرۃً چھوٹے بڑے ہوتے ہیں، اگر انہیں برابر کرنے کی غرض سے کاٹا جائے تو اس کاٹنے کی حد کا متعین ہونا بہت دشوار ہوگا، لازماً اس میں بالوں کی اچھی خاصی مقدار کٹ جائے گی، لہذا اس سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر صرف

---

(۱) مذکورہ حکم کے دلائل مفصلاً ہم نے اپنے دوسرے رسالے "عورتوں کے بال کاٹنے کا حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں" ذکر کئے ہیں۔

بالوں کے سروں کو تراشا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

زلف بنانا

اس مقصد کے لئے بالوں کو کاٹنا پڑتا ہے اور عورتوں کے لئے بال کاٹنا جائز نہیں، لہذا اس کی اجازت نہیں۔

سامنے سے پیشانی پر بال ڈالنا

یہ طریقہ بھی بال کٹوائے بغیر ممکن نہیں، لہذا یہ بھی ممنوع ہے۔

چھوٹی بچیوں کے بال کاٹنا

جو لڑکیاں قریب البلوغ ہوں ان کا حکم بالغہ عورتوں والا ہے، ان کے علاوہ چھوٹی بچیوں کے بال بھی بطور فیشن کاٹنا درست نہیں، البتہ بال بڑھانے یا گرمی کی وجہ سے ان کے بال کاٹنے کی گنجائش ہے۔

شوہر کی پسند پر بال کاٹنا

شریعت مطہرہ نے اگرچہ عورتوں کو شوہروں کی اطاعت وفرمانبرداری کا پابند کیا ہے لیکن یہ پابندی صرف ان امور میں ہے جو از روئے شرع جائز ہیں، باقی وہ امور جو شرعاً ممنوع ہیں ان میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں۔ شوہر کی پسند تو کیا اگر وہ بال کاٹنے کا حکم دے تب بھی اس کی بات ماننا جائز نہیں۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: لاطاعة لمخلوقٍ فی معصیة اللہ"(۱).

---

(۱) (مسند أحمد: ۱۳۱/۱، إحیاء التراث العربی، بیروت).

بال کاٹنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی اس سلسلے میں تحریر کرتے ہیں:

''اسلامی طرزِ معاشرت میں عورتوں کے سر منڈوانے، بال ترشوانے کو سختی سے روکا گیا ہے، کیونکہ عورت کے حسن وحیا کا تعلق بالوں سے بہت زیادہ ہے۔ جب یہی بال کاٹ دیئے جاتے ہیں یا ان بالوں کو خاص زیبائش، نمائش اور اسٹائل میں بنایا جاتا ہے جسم انسانی پہ اس کے کیا اثرات پڑتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

کریسنٹ ہیون فیلڈ ان ریسرچ

(Crecent Heaven Field Research)

امریکہ کی یونیورسٹی کی تحقیقات کے مطابق بالوں کا بڑھنا خواتین کی صحت و تندرستی کے لئے بہت ہی زیادہ ضروری ہے، کیونکہ جتنے بال بڑھتے جائیں گے اتنی ہی زیادہ یادداشت، قوتِ برداشت، سلیقہ اور بے شمار بیماریوں سے بچاؤ ہوتا جائے گا۔ کیونکہ عورتوں کے جینز اور ہارمونز میں اور مردوں کے جینز اور ہارمونز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے مرد اگر سر کے بالوں کو ترشوائیں یا کٹوائیں گے یہ عمل ان کے لئے بہت ہی زیادہ مفید اور مؤثر ہے، لیکن اس کے برعکس وہ خواتین جن کے بال قدرتی طور پر لمبے، گھنے اور دراز ہیں وہ اگر بالوں کو کاٹیں یا مونڈیں گی تو ان میں بے شمار ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جس کا تذکرہ بیماریوں کی لسٹ میں ہے۔ ایسی عورتیں نفسیاتی بیماریوں مثلاً: ڈپریشن، فرسٹریشن، اینگزائیٹی، خودکشی کا شکار بہت زیادہ ہوتی ہیں۔

ایک سنسنی خیز تحقیق

اسی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر ڈاکٹر ہیرس کی رپورٹ کے مطابق ''میری سالہاسال کی تحقیق جو میں نے کریسنٹ یونیورسٹی کی طالبات پر کی ہیں۔ میری تحقیق ہے وہ خواتین جو اپنے سر کے بالوں کو مونڈتی ہیں یا انہیں کسی خاص اسٹائل میں وضع کرتی ہیں یا انہیں ترشواتی ہیں ایسی خواتین جنسی برانگیختی اور حد درجہ شہوت میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ خواتین کے بالوں کے اثرات فوراً جنسی ہارمونز پر پڑتے ہیں اور بالوں کی نشوونما میں خواتین کے ہارمونز ایسٹروجن اور پرجیسٹر ان کا بہت زیادہ تعلق ہے۔

میں نے ایسی خواتین کو دیکھا وہ ہمیشہ کسی نہ کسی جنسی سرگرمی میں مصروف پائی گئیں۔ ایسی خواتین جتنا زیادہ بھی اپنی صحت وتندرسی کا خیال رکھیں گی، وہ اتنا ہی زیادہ بیمار اور پریشان ہوں گی''۔ (بحوالہ ویکلی سن، ماہ: فروری/۱۹۹۱ء)(۱)۔

سر میں تیل لگانا

حکیم طارق محمود چغتائی اس عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سر میں تیل لگانا مستقل سنت ہے لیکن جدید معاشرے نے اسے متروک کیا۔ آخرکار پھر خود واپس لوٹے۔

سر میں قدرتی تیل کے مساج سے خواتین بہت ساری بیماریوں سے بچ سکتی ہیں، اس امر کا انکشاف ایوریرک تھراپی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق

(۱)(سنت نبوی اور جدید سائنس: ۴۰/۴۲-۴۳، دار الکتاب، لاہور)۔

مساج سے بیماریوں کا علاج صدیوں پرانا طریقہ علاج ہے۔ مساج سے جسم تروتازہ اور پرسکون ہو جاتا ہے بالخصوص خالص قدرتی تیل کا مساج اضطراب اور بے چینی کی کیفیت کو ختم کرتا ہے، نیز اس کی وجہ سے نبض کی رفتار بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ جلد کی اکثر بیماریوں کا بہترین علاج قدرتی تیل کا مساج ہی ہے۔ جلد کی رنگت نکھارنے اور جلد کو داغوں سے بچانے کے لئے مساج قدرتی تریاق ہے۔ درحقیقت قدرتی تیل جلد کی اندرونی تہوں میں جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں کے وائرس سے محفوظ بناتا ہے۔ جوڑوں، سر اور کمر کے درد کے علاوہ اعصابی دباؤ میں بھی مساج فائدہ پہنچاتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے خون کی گردش جسم کے درجہ حرارت کے متوازی ہو جاتی ہے جس سے پورا جسم خوبصورت اور تندرست ہو جاتا ہے۔ گردن اور کندھوں کا مساج ڈپریشن اور اینگزائٹی کو ختم کر دیتا ہے" (۱)۔

حسن وصحت بڑھانے کا بہترین ذریعہ

اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"یونان اور روم کی قدیم تاریخوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خطے کی عورتیں مالش سے اپنے بدن کو خوبصورت بناتی تھیں۔ شادی کے وقت لڑکی والوں کی طرف سے جو خدمت کار لونڈیاں بھیجی جاتی تھیں وہ مالش کرنے میں ماہر ہوتی تھیں۔ یونانی عورتوں کا یہ خیال صحیح ہے کہ جسم کی مالش خصوصاً کان، ران اور کمر کی مالش سے حسن وشباب قائم رہتا ہے۔ آج بھی یونان کی عورتیں مالش سے اپنے

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/ ۳۷۸، دار الکتاب، لاہور)۔

بدن کو خوبصورت اور تندرست رکھتی ہیں۔ قدیم زمانے میں روم کے ہر معزز گھرانے میں مالش کرنے والی ماہر لونڈیاں ہوتی تھیں جو ہر روز گھرانے کی عورتوں کی مالش کرتی تھیں۔

آج بھی ترکی، اٹلی، یونان، فارس، عرب اور روم وغیرہ ممالک میں مالش کے لئے حمام کا رواج ہے۔ جہاں سائنٹفک طریقوں سے بدن کے ہر حصے کی مالش کی جاتی ہے۔

عہدِ مغلیہ میں سنگترے کا چھلکا، آٹا، بیسن، صندل اور دودھ کی بالائی کو حل کر کے عورتیں چہرے پر مالش کرتی تھیں، دولت مند خواتین پستہ، بادام، زعفران، موم، کسم کے پھول دودھ میں گھس کر چہرے پر مالش کرتیں۔ مصر کی عورتیں دودھ سے مالش کرتی تھیں............ مصری خواتین اب بھی غسل سے بیشتر پام اور روغن زیتون سے جسم پر مالش کرتی ہیں۔ بادشاہِ روم نیرو کی محبوبہ............ اپنے ہاتھوں اور چہرے کو روغن بنفشہ کی مالش کے ذریعے ملائم رکھتی تھی۔

قدیم زمانے میں افریقہ کے جنگلی حبشیوں میں دستور تھا کہ شادی سے ایک ماہ پہلے دلہن کی روزانہ مالش کی جاتی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح مالش کرنے سے جسم میں خوبصورتی اور جوانی عود کر آتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جسم کو تندرست، خوبصورت اور جوان رکھنے کے لئے مالش بہت ضروری ہے۔

مالش سے خون کی رگوں میں رگڑ اور گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے خون کا دورہ تیز ہو جاتا ہے اور خون کے زہریلے مادے صاف خون سے الگ ہو جاتے ہیں

جو مساموں کے ذریعے پسینے کی شکل میں بہہ جاتے ہیں۔ مالش سے جسم میں تازگی، طاقت اور گرمی پیدا ہوتی ہے، جس سے جسم تندرست اور خوبصورت ہو جاتا ہے"(۱)۔

"آئی برو" بنوانا

زیب وزینت کی غرض سے بھنوؤں کو باریک کرنا قابل لعنت فعل ہے، اس سے احتراز ضروری ہے، البتہ اگر بھنوؤں کے بال بہت گھنے اور بدنما معلوم ہوں تو ان کو کتر کر کسی قدر کم کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

واضح رہے کہ ابروؤں میں تخفیف کی اجازت ہر عورت کو نہیں بلکہ صرف ان عورتوں کو ہے جن کی ابروئیں عام حالت سے گھنی اور بڑھی ہوئی ہوں۔ اگر ابروئیں عام حالت سے گھنی نہ ہوں تو ان میں تخفیف کرنا قابل لعنت اور ناجائز ہے۔

نیز ابروئیں گھنی ہونے کی صورت میں بھی صرف اتنی تخفیف کی اجازت ہے جتنی عام حالت کے مطابق ابروئیں ہوتی ہیں، اس سے زیادہ تخفیف کرنا شرعاً جائز نہیں۔

چہرے کے بال اور روئیں صاف کرنا

"عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے، اور اگر داڑھی اور مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا ازالہ مستحب ہے۔ نامصہ اور متنمصہ پر لعنت کا مورد یہ ہے کہ ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک دھاری بنائی جائے۔ کما یدل علیه التعلیل بتغییر خلق اللّٰه.

(۱)(سنت نبوی اور جدید سائنس:۱/۳۶۶-۳۶۷، دار الکتاب، لاہور)۔

ابرو بہت زیادہ پھیلے ہوئے ہوں تو ان کو درست کر کے عام حالت کے مطابق کرنا جائز ہے۔ غرضیکہ تزیین مستحب ہے اور ازالہ عیب کا استحباب نسبۃً زیادہ مؤکد ہے، اور تلبیس وتغییر خلق ناجائز ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ تحت (قوله: والنامصة الخ) : "ذكره في الاختيار أيضاً، وفي المغرب: النمص نتف الشعر، ومنه المنماص المنقاش اهـ. ولعله محمول على ماإذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد؛ لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على مالاضرورة إليه؛ لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء.

وفي تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب، فلا تحرم إزالته، بل تستحب اهـ.

وفي التتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث، ومثله في المجتبى. تأمل(ردالمحتار: ٢٣٩/٥)"(١).

"فلا بأس بأخذ مانبت عليها من الشعر إذا لم يك فيه تغرير أحدٍ"(٢).

---

(١) (أحسن الفتاوىٰ، كتاب الحظر والإباحة: ٧٥/٨-٧٦، سعيد).

(الطحطاوي على الدر، كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر واللمس: ١٨٦/٤، دار المعرفة).

(٢) (الكوكب الدري، كتاب الآداب، باب الواصلة والمستوصلة: ٤٠٩/٣، إدارة القرآن).

چہرے کے بال اکھاڑنے کے نقصانات

ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

''چہرے کے بالوں کو صاف کرنے کے لئے تھریڈ، بلکنگ ، ویکسنگ جیسے روایتی طریقے اختیار کرتی ہیں، ان روایتی طریقہ علاج سے چہرے کی بدصورتی میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ اس سے چہرے کے بال صاف ہونے کے بجائے مزید سخت اور مضبوط ہو کر ابھرتے ہیں۔اس سے ایک نقصان اور بھی ہوتا ہے کہ ان بالوں کے ساتھ مزید بال نکل آتے ہیں، مسلسل تھریڈنگ سے چہرے پر داغ دھبے بن جاتے ہیں اور جلد سیاہ پڑنے لگتی ہے جو بعد ازاں صاف نہیں ہوتی۔

جدید میڈیکل سائنس نے چہرے کے بال ختم کرنے کے لئے نیا طریقہ متعارف کرایا ہے جسے بلینڈ الیکٹرولائسس سے مختلف عام الیکٹرولائسس میں حرارت کی مدد سے بال کی جڑ ختم کی جاتی ہے اس سے نہ صرف بال جڑ سے دوبارہ نکل آتے ہیں بلکہ جلد کو نقصان پہنچنے کا احتمال رہتا ہے۔

لاہور اور کراچی میں اکثر بیوٹی پالروں میں اس طریقہ علاج کو آزمایا جا رہا ہے جس سے اکثر خواتین کے چہروں پر مستقلاً داغ دھبے اور گڑھے پڑ جاتے ہیں، الیکٹرولائسس ایک حساس علاج ہے اس میں نہایت باریک سوئیاں استعمال ہوتی ہیں، لہٰذا ان سوئیوں کو جراثیموں سے پاک کرنا ضروری ہے مگر ایسا نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے ہیپاٹائٹس جیسے متعدی امراض جنم لیتے ہیں، اناڑی پن کی وجہ سے بعض اوقات یہ سوئیاں بال اکھیڑتے ہوئے ٹوٹ کر اندر رہ جاتی ہیں، ایسی صورت میں ان

لوگوں کے پاس سنگین صورت حال سے نمٹنے کا کوئی چارہ نہیں ہوتا......بلینڈ الیکٹرو لائسس مؤثر اور آرام دہ طریقہ علاج ہے، یہ امریکہ کی ایجاد ہے۔یہ تکنیک پاکستان میں ابھی عام نہیں ہوئی کیونکہ اس طریقے سے بال ختم کرنے کے لئے پیشہ ورانہ مہارت بہت ضروری ہے۔بلینڈ الیکٹرو لائسس میں کیمیائی مادہ (سوڈیم ہائیڈرو آکسائیڈ) بال کی جڑ بنتا ہے جو کافی دیر تک وہاں رہتا ہے، اس سے نہ صرف بال کے دوبارہ نکلنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے بلکہ جلد کو بھی نقصان نہیں پہنچتا، یہ طریقہ علاج الیکٹرولائسس کی نسبت زیادہ آرام دہ ہے" (۱)۔

کلائیوں اور پنڈلیوں کے بال صاف کرنا

زیب وزینت کے لئے بازوں اور ٹانگوں کے بال صاف کرنے کی گنجائش ہے۔علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پنڈلی اور ران کے بال کا دور کرنا درست ہے کہ آپ علیہ السلام تمام بدن پر سوائے چہرہ کے نورہ کرتے تھے" (۲)۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "الحاوی للفتاویٰ" میں ایک رسالہ مستقل اس موضوع پر تحریر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نورہ کا طلا فرمایا ہے، فرماتے ہیں:

"**الجواب:** الحمدللہ قد وردت الأحادیث والآثار مرفوعةً ومقطوعةً، موصولةً ومرسلةً عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

(۱) (خواتین کی صحت: ۹۴-۹۶، دارالشعور لاہور)۔

(۲) (تالیفات رشیدیہ: ۴۸۳، ادارہ اسلامیات)۔

والصحابة والتابعين باستعمال النورة، فهي مباحةٌ غير مكروهةٍ"(۱).

بغلیں لینا، زیرِ ناف بال صاف کرنا

احادیث میں بغلیں لینے اور زیر ناف بالوں کی صفائی کی بہت تاکید فرمائی گئی کیونکہ بدن کی نظافت کا ان سے گہرا تعلق ہے:

عن جابرٍ قال: كنا مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في غزوةٍ، فلما قفلنا كنا قريباً من المدينة، قلت: يارسول الله! إني حديث عهد بعُرسٍ، قال: تزوجت؟ قُلتُ: نعم! قال: أبكر أم ثيب؟ قلت: بل ثيب، قال: فهلّا بكراً تلاعبها وتلاعبك، فلما قدمنا، ذهبنا لندخل، فقال: أمهلوا حتى ندخل ليلاً: أي عشاءً، لكي تمشط الشعثةُ، وتستحدُّ المغيبةُ". متفق عليه"(۲).

''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک جہاد میں ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ واپسی پر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو میں نے کہا یارسول اللہ! میری نئی شادی ہوئی ہے۔ (اگر آپ اجازت دیں تو لشکر سے پہلے گھر چلا جاؤں) آپ نے فرمایا: کیا تم نے شادی کرلی؟ میں نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا: بیوی کنواری تھی یا بیوہ؟ میں عرض کیا کہ بیوہ تھی، آپ نے فرمایا: تو تم نے کنواری

---

(۱) (الحاوي للفتاوىٰ، الأخبار المأثوره في الإطلاء بالنورة: ۱/۴۰۳، دار الفكر، بيروت).

(۲) (مشكوة المصابيح، كتاب النكاح، الفصل الأول: ۲۶۷، قديمي).

سے کیوں نکاح نہیں کیا تا کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ پھر جب ہم مدینہ پہنچ گئے اور گھروں میں جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی ٹھہر جاؤ ہم رات (شام کے وقت) گھروں میں داخل ہوں گے تا کہ جس عورت کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھی چوٹی کر لے اور وہ عورت جس کا خاوند موجود نہیں تھا ہمارے ساتھ جہاد میں گیا تھا اپنے زائد بال صاف کر لے"۔

زائد بال صاف نہ کرنے کے سائنسی نقصانات

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

"ہماری جلد میں تر وتازگی کو باقی اور دائمی رکھنے کے لئے گلینڈز ہوتے ہیں جنہیں غدودی، روغنی یا آئلی گلینڈز کہتے ہیں، جسم کے وہ حصے جہاں کے بال صاف کرنے کا شرعی حکم ہے، وہاں یہ گلینڈز کم ہوتے ہیں، کیونکہ اگر یہ گلینڈز اپنی رطوبت شکسپیئر زیادہ مترشح کریں تو وہاں بالوں کی نشوونما میں نمایاں فرق پڑ جائے گا اور ساتھ ہی جلدی امراض شروع ہو جائیں گے۔

چونکہ جلد کے اس حصے کو جہاں سے بالوں کا کاٹنا یا تراشنا یا نوچنا ضروری ہے وہاں ہمہ وقت آکسیجن کی ضرورت رہتی ہے اور جلد کے ان حصوں کے مسامات اگر بالوں کی وجہ سے بند ہو جائیں تو ایسی بیماریاں پیدا ہونے کے خطرات باقی رہتے ہیں جن میں سوراسینز، ایگزیما، الرجی اور خارش، پھوڑے پھنسی پیش پیش ہیں۔

جسم کے ان حصوں کے بال اگر صاف نہ کیے جائیں تو ایسے میں مندرجہ ذیل خطرات مسلسل منڈلاتے رہتے ہیں:

○ بعض اوقات میل کے ذرات کے بار بار جمع ہونے کی وجہ سے جلد پر میل کی تہہ جم جاتی ہے، جس کی وجہ سے ایسی خطرناک بیماریاں شروع ہو جاتی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔

○ بعض اوقات ان حصوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں حتی کہ ایسے مریض سننے میں آئے جو ان حصوں میں پسو پڑنے کے شاقی تھے اور اس کے علاج معالجے کی تدبیر کر رہے تھے۔

○ جسم کے ان حصوں کے بالوں کو اگر بہت جلد صاف نہ کیا جائے تو نفسیاتی طور پر اس کے برے اثرات پڑتے ہیں۔

فرانس کے ماہرینِ جلد نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر وہ زیرِ ناف اور زیرِ بغل اور ناخن تراشنے میں تاخیر کریں گے تو ان کو مندرجہ ذیل بیماریاں کسی بھی وقت لگ سکتی ہیں:

☜ اگر وہ زیرِ ناف بال صاف نہیں کریں گے تو اس کے بُرے اثرات جلد میں آئلی گلینڈز اور جنسی امراض پر پڑتے ہیں، حتی کہ ایڈز، آتشک، سوزاک اور کوڑھ کے جراثیم ان بالوں میں اٹک کر عورتوں میں منتقل ہو سکتے ہیں۔

☜ ماہرین کے مطابق اگر ان بالوں کو جلد نہ تراشا جائے تو ان کے اثراتِ بد اعصابی نظام کے بعض ایسے خلیات پر پڑتے ہیں جس سے انسان بے شمار

نفسیاتی پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتا ہے اور ایسے انسان بہت جلد ڈپریشن، فرسٹریشن، ایگزائٹی اور خودکشی کی طرف مائل ہوتے ہیں (۱)۔

چہرے اور آبروؤں کے بالوں کو رنگنا

چہرے کی روئیں اور ایسی آبروئیں جو گھنی اور ملی ہوئی ہونے کی وجہ سے بدنما اور قبیح المنظر ہوں جب ان میں قدرے تخفیف کی گنجائش ہے تو بجائے ان بالوں کو زائل کرنے کے سنہری یا کسی اور رنگ سے ملون کیا جائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

یاد رہے کہ ابروؤں کے صرف اس قدر بالوں کو سنہری کرنا جائز ہے کہ وہ عام حالت کے مطابق ہو جائیں۔ اس سے زائد جائز نہیں۔

"وإنما نهى عن النتف [أي نتف اللحية] دون الخضب؛ لأن فيه تغيير الخلقة من أصلها بخلاف الخضب؛ فإنه لا يغير الخلقة على الناظر إليه"(۲).



(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۴/۶۰-۶۱، دار الکتاب، لاہور)۔

(۲) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني: ۸/۲۳۶، رشيديه).

چہرے کی زیب وزینت

حسن وجمال میں اگر چہ باقی اشیاء بال، لباس وغیرہ بھی مؤثر ہیں لیکن چہرے کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے، اسی لئے چہرے پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے، جہاں تک پردے کا تعلق ہے تو اصل پردہ چہرے کا ہی ہوتا ہے۔ ذیل میں زیب وزینت کے وہ احکام ذکر کئے جائیں گے جن کا تعلق چہرے سے ہے۔

کان چھیدنا

عورتوں کو کان چھدانا اور اس میں بالی وغیرہ زیور پہننا جائز ہے کیونکہ زمانہ قدیم سے یہ معمول چلا آرہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب القرط للنساء" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل فرمائی:

"قال ابن عباس: أمرهن النبي صلى الله عليه وسلم بالصدقة، فرأيتهن يهوين إلى أذانهن وحلوقهن "(۱).

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور گلوں میں جا رہے تھے" (یعنی کانوں سے بالیاں اور گلوں سے

---

(۱) (الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب القرط للنساء: ۸۷٤/۲، قديمي).

ہار اتار کر صدقہ کر رہی تھیں) اور ظاہر ہے کہ جب کانوں میں بالیاں پہنی جائیں تو اس کے لئے کانوں کو چھدوانا پڑتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”استدل به على جواز ثقب أذن المرأة لتجعل فيها القرط وغيره مما يجوز لهن التزين به ،وفيه نظر ؛لأنه لم يتعين وضع القرط فی ثقبة الأذن بل يجوز أن يشبك فی الرأس بسلسلة لطيفة حتىٰ تحاذى الأذن وتنزل عنها ،سلمنا لكن إنما يؤخذمن ترك إنكاره عليهن ......وقال ابن القيم : كره الجمهور ثقب أذن الصبى ،ورخص بعضهم فی الأنثىٰ،قلت:وجاء الجواز فی الأنثىٰ عن أحمد للزينة، والكراهة للصبى، قال الغزالى فی "الإحياء": يحرم ثقب أذن المرأة ويحرم الاستئجار عليه إلاإن ثبت فيه شىء من جهة الشرع ،قلت :جاء عن ابن عباس فيما أخرجه الطبرانى فی "الأوسط ":سبعة فی الصبى من السنة ،فذكر السابع منها "وثقب أذنه "،وهو يستدرك على قول بعض الشارحين :لا مستند لأصحابنا فی قولهم :إنه سنة "(١).

ناک چھیدنا

زیب وزینت عورتوں کے لئے مباح ہے اور اس میں ہر وہ فعل جو شرعاً ممنوع نہ ہو اختیار کرنے کی اجازت ہے،لہذا عورتوں کا ناک چھدوانا اور اس

---

(١) (فتح البارى ،كتاب اللباس ،باب القرط للنساء: ١٠/ ٤٠٧،قديمى).

میں نتھ وغیرہ زیور پہننا جائز ہے کیونکہ یہ امور عادیہ میں سے ہے جیسے دوسرے لباس اورزیوروغیرہ ہیں، یہ ایک نیا زیور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا، چونکہ اس کا تعلق دین سے نہیں بلکہ امور عادیہ سے ہے، لہذا اس کے ثبوت کے لئے کسی دلیل شرعی کی بھی ضرورت نہیں۔

علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"هل يجوز الخرام في الأنف ؟لم أره".

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قلت: إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كتقب القرط .اه.ط.وقد نص الشافعية على جوازه .مدني"(۱).

دانت باریک کروانا

بغرض زینت وخوبصورتی دانتوں کو باریک کروانا اوران میں فاصلہ پیدا کرنا ناجائز ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

''خدا کی لعنت ہوان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں''۔

"عن علقمة، قال عبدالله: لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله، مالي! لا ألعن من لعن النبيُّ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، وهو في كتاب الله ﴿ما آتاكم

(۱) (رد المحتار ، كتاب الحظر والإباحة :٦/ ٤٢٠،سعيد).

الرسول فخذوه ومانها کم عنه فانتهوا"(۱).

"حضرت علقمہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: اللہ رب العزت نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی: جسم گودنے والی، جسم گدوانے والی، ابروؤں کو باریک کرنے والی، باریک کروانے والی، حسن کے لئے دانت کشادہ کروانے والی، پھر فرمایا: میں ان عورتوں پر کیوں لعنت نہ کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی لعنت فرمائی اوراس کی دلیل (کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لعنت اللہ کی لعنت ہے) خود قرآن میں موجود ہے۔ "رسول جو احکام تمہیں بتائیں ان پر عمل کرواور جس چیز سے منع کریں اس سے رُک جاؤ"۔

دانتوں پر سونے کا خول چڑھانا

زیورات کی حد تک تو عورتوں کو سونا استعمال کرنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ مرد وعورت ہر ایک کا حکم برابر ہے یعنی جس طرح مردوں کے لئے سونے کا استعمال ممنوع ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی سونا ممنوع الاستعمال ہے، لہٰذا محض زینت کے لئے سونے کا خول چڑھانا جائز نہیں۔

"وكره الأكل والشرب والادهان والتطيب من إناء ذهبٍ وفضةٍ للرجل والمرأة. قال فى الخانية :والنساء فيما سوى الحلى من الأكل

(۱) (الصحيح للبخارى، كتاب اللباس، باب المتفلجات: ۲/۸۷۸، قديمى).

والشرب والادهان من الذهب والفضة والعقود بمنزلة الرجال ......ومنه الخوان من الذهب والفضة والوضوء من طست أو إبريق منهما، والاستجمار بمجمرٍ منهما ،والجلوس على الكرسى منهما ،والرجل والمرأة فى ذلك سواء"(١).

چہرہ گدوانا

جسم گدوانا ایک ملعون فعل ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم گودنے اور گدوانے والی عورتوں کوملعون قرار دیا۔

"عن أبى هريرة عن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: لعن الله الواصلة المستوصلة والواشمة والمستوشمة"(٢).

''حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو بالوں میں بال ملاتی ہیں یاملانے کا کام کرتی ہیں اور جو جسم گودتی یا گدواتی ہیں''۔

لہٰذا ٹھوڑی یا پیشانی یا جسم کے کسی بھی حصے کوگدوانا ناجائز ہے۔

سرمہ سے تل بنانا

تل کو بھی جاذب نظر اور اسباب حسن میں شمار کیا جاتا ہے۔لہٰذا اگر سرمے یا

(١) (رد المحتار ، كتاب الحظر و الإباحة: ٣٤١/٦،سعيد).

(٢) (الصحيح البخارى، كتاب اللباس، باب الوصل فى الشعر: ٨٧٨/٢، قديمى).

کسی ایسی چیز سے تل بنایا جائے جو دھلنے کے بعد مٹ جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

سرمہ لگانا

سرمہ زینت محض ہے جو نہ صرف جائز بلکہ مسنون ہے۔

عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، أن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: إن من خير أكحالكم الإثمد؛ إنه يجلو البصر وينبت الشعر"(١).

''حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سرموں میں اثمد بہترین سرمہ ہے، یہ نگاہ تیز کرتا ہے اور (پلکوں) کے بال اگاتا ہے''۔

سرمہ سائنس کی نظر میں

سرمے کے سائنسی وطبی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

''سرمہ جہاں سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے وہاں اس کے فوائد دنیوی لحاظ سے بھی بالاتر ہیں۔

- سرمہ اعلیٰ درجہ کا دافع تعفن یعنی اینٹی سیپٹک (Anti Septic) ہے۔
- جدید تحقیق کے مطابق جب آنکھوں میں سرمہ لگایا جاتا ہے تو سورج کی

---

(١) (النسائي، كتاب الزينة، الكحل: ٢/٢٨١، قديمي).

تیز شعاعیں الٹرا وائیلٹ آنکھوں کی پتلی (Retina) کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔اس کے برعکس الٹرا وائیلٹ ریز ان آنکھوں کی پتلیوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں، جن آنکھوں میں سرمہ نہ ہو۔

○ سرمہ سے آنکھوں کے اوپر پھنسی لیڈ انفکشن (Lead Infection) اور ککرے بالکل نہیں ہوتے۔

○ آشوب چشم کے مریض کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، حتی کہ جو آدمی سرمہ مستقل استعمال کرتا ہے، اسے آشوبِ چشم کا مرض کم ہوگا۔

○ ماہرین چشم کے مطابق آنکھوں کے ان امراض سے بچاتا ہے جن امراض کا جدید سائنس میں علاج ناممکن ہے۔

○ آنکھوں کے زخم، خراش اور سوزش کے لئے سرمہ بہت مفید ہے، یہ ہر قسم کے چھوتی جراثیم (Contagious Germs) ختم کر دیتا ہے(۱)۔

چشمہ پہننا

چشمہ پہننا ضرورۃً تو جائز ہے بلاضرورت اس کے استعمال سے اجتناب کرنا چاہیے کہ اس میں تشبہ بالرجال کی بو پائی جاتی ہے۔

سونے کا فریم استعمال کرنا

چونکہ فریم زیورات کے قبیل سے نہیں ،لہذا اس میں عورتوں کا حکم بھی مردوں والا ہوگا کہ سونے کا فریم استعمال کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس :۱/ ۳۴۵، دار الکتاب، لاہور).

”والنساء فيما سوى الحلى من الأكل والشرب والادهان من الذهب والفضة والقعود بمنزلة الرجال“(١).

کلر لینس

اگر نظر کی کمزوری کے باعث استعمال کئے جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں زیب وزینت میں ان کا استعمال ہمارے عرف میں عام نہیں کہ اس کی اجازت دی جائے، لازماً اسے بطور تشبہ ونقالی ہی استعمال کیا جائے گا، لہذا ان کے استعمال کی اجازت نہیں ہوگی خاص کر جب یہ دیکھا جائے کہ اعلیٰ قسم کے لینس انتہائی مہنگے ہیں اور عام لینس آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں، نیز ان میں ایک قسم کی دھوکہ دہی بھی پائی جاتی ہے اور بعید نہیں کہ تغییر خلق اللہ کے عموم میں داخل ہوں، لہذا بغرض زینت ان کا استعمال جائز نہ ہوگا۔

مسواک استعمال کرنا

طہارت ونظافت عین فطرت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی بہت تاکید فرمائی ہے اور اسے فطرت میں شمار فرمایا:

”عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم: عشرٌ من الفطرة: قص الشارب، وإعفاء اللحية، والسواك، والاستنشاق

---

(١) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر فى استعمال الذهب والفضة: ٣٣٥/٥، رشيديه).

(فتح باب العناية، كتاب الكراهية: ٧/٣، سعيد).

بالماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانة، وانتقاص الماء يعني الاستنجاء بالماء. قال زكريا: قال مصعب: ونسيت العاشرة إلا أن تكون المضمضة"(۱).

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں انسانی
فطرت میں سے ہیں: مونچھ تراشنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا،
ناک میں پانی ڈالنا، ناخن کاٹنا، انگلیوں کے جوڑ دھونا، زیرِ بغل
بال اکھاڑنا، زیرِ ناف بال صاف کرنا اور پانی سے استنجاء کرنا''۔

حدیث کے راوی زکریا کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث مصعب سے سنی اور وہ کہہ رہے تھے کہ دسویں چیز میں بھول گیا ہوں لیکن کچھ یوں یاد پڑتا ہے کہ دسویں چیز کلی کرنا ہے۔

فائدہ

مذکورہ حدیث کے فوائد کے متعلق حکیم طارق محمود چغتائی تحریر کرتے ہیں:

''یہ حدیث کمیونٹی میڈیسن کی بنیاد بناتی ہے، جلد کے بارے میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ بغل، زیرِ ناف، انگلیوں کے جوڑ، ناخن اور لبیں بہت سارے کیڑوں اور جراثیم کے گھر ہوتے ہیں اور ان جگہوں سے نہ صرف جلد پر بلکہ جسم کے اندر بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صرف گندی انگلیوں سے ٹائیفائیڈ، ہیضہ اور بہت سی متعدی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ ناخن کے اندر پیٹ کے کیڑوں کے انڈے ہوتے ہیں جو منہ کے

---

(۱) (أبوداؤد، كتاب الطهارة، باب السواك من الفطرة: ۹/۱، إمداديه، ملتان).

ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ نما کیڑوں کی شکل اختیار کرکے پورے جسم کے نظام انہضام کو تباہ کردیتے ہیں۔

جہاں پر جلد کی تہہ بنتی ہے یعنی (Skin Creases) مثلاً: بغل، زیرِ ناف، انگلیاں وغیرہ اس میں (Scables) ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ جلدی بیماری اپنی جگہوں سے بڑھتی ہے اور مادہ کیڑا (Mite) یہاں انڈے دیتی ہے۔ پس ناخن کٹوانا، بغل اور زیرِ ناف لینا، لبیں کٹوانا، انگلیوں کے جوڑ دھونا حفاظتی میڈیسن کی بنیاد ہیں''(۱)۔

مسواک کرنا مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں سنت ہے:

"عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها، قالت: كان نبي الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يستاك فيعطيني السواك؛ لأغسله، فأبدأ به، فأستاك، ثم أغسله وأدفعه إليه"(۲).

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسواک کرتے تو مجھے دھونے کے لئے دیتے تو پہلے میں اسی مسواک سے مسواک کرتی پھر دھو کر آپ کے حوالے کرتی''۔

"عن يزيد بن الأصم قال: كان مسواك ميمونة بنت الحارث زوج النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم منقعاً في ماءٍ، فإن شغلها عنه عملٌ

---

(۱) (سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۲/ ۳۹۸-۳۹۹، دار الکتاب، لاہور)۔

(۲) (أبوداود، كتاب الطهارة، باب غسل السواك: ۱/ ۹، امداديه).

أو صلاةٌ وإلا فأخذته واستاكت"(۱).

''حضرت یزید بن اصم فرماتے ہیں: ام المؤمنین حضرت میمونہ کا مسواک پانی میں پڑا رہتا تھا، اگر کسی کام یا نماز وغیرہ میں مشغول نہ ہوتیں تو مسواک کیا کرتی تھیں''۔

عن واثلة بن الأسقع رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: كان أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یوثقون مساویکهم فی ذوائب سیوفهم، والنساء فی خمرهن"(۲).

''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام اپنے مسواک تلوار لٹکانے کے حلقوں میں اور صحابیات اپنے ڈوپٹوں میں رکھتی تھیں''۔

برش کرنا

طہارت ونظافت اسلام کی ابتدائی تعلیمات میں داخل ہیں، شریعت مطہرہ نے جہاں طہارت ونظافت کا حکم دیا وہیں اس کے طور طریقوں کو بھی متعین کیا۔ اگر کوئی ان مخصوص طریقوں کے علاوہ طہارت ونظافت کا التزام کرے تو اگرچہ اسلام کے طہارت والے حکم پر عمل تو ہوا لیکن مخصوص طریقے کے ترک کی وجہ سے سنت کے ثواب سے محروم رہے گا۔

---

(۱) (ابن أبی شیبه، كتاب الطهارات، ماذكر فی السواك: ۱۵٦/۱، دارالكتب العلمية).

(مجمع الزوائد، كتاب الصلوة، باب ماجاء فی السواك: ۱۰۰/۲، دارالفكر).

(۲) (مختصر اتحاف السادة المهرة، كتاب الطهارة، باب السواك: ۲۰۰/۱، عباس أحمد الباز).

بنا بریں اگر برش سے دانتوں کو صاف کیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ برش کی بناوٹ میں کسی حرام چیز کی آمیزش مثلاً: خنزیر کے بال وغیرہ نہ ہوں۔ تاہم برش کرنے سے مسواک کی فضیلت اور فوائد حاصل نہ ہوں گے۔

برش اور سائنس

''ماہرین جراثیم کی برسہابرس کی تحقیق کے بعد یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے کہ جس برش کو ایک دفعہ استعمال کیا جائے اس کا استعمال صحت اور تندرستی کے لئے اس وقت مضر ہے جب اس کو دوبارہ استعمال کیا جائے کیونکہ اس کے اندر جراثیموں کی تہہ جم جاتی ہے، اگر اس کو پانی سے صاف کیا بھی جائے تو جراثیم مصروف نشو ونمار ہتے ہیں۔ دوسری بات برش دانتوں کے اوپر چمکیلی اور سفید تہہ کو اتار دیتا ہے، جس کی وجہ سے دانتوں کے درمیان خلا پیدا ہو جاتا ہے اور دانت آہستہ آہستہ مسوڑوں کی جگہ چھوڑتے جاتے ہیں۔ اسی طرح غذا کے ذرات خلاؤں میں پھنس کر مسوڑوں اور دانتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتے ہیں''(۱)۔

دنداسہ استعمال کرنا

مسوڑوں کی کمزوری کے باعث اگر عورتیں دنداسہ استعمال کریں تو بھی جائز ہے۔

''قلت: ظاهر الأخبار استواء الرجال والنساء في استنان السواك إلا أن يخاف منه أمرٌ فحج يصارُ إلى الاصبع''(۲).

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس:۱/۲۱، دار الکتاب، لاہور).

(۲) (السعاية: ۱/۱۱۸، سهيل اكيڈمى، لاهور).

"إن العلك في حقها قائم مقامه [أي: السواك] في حقه"(١).

ماتھے پر افشاں لگانا

چونکہ یہ بھی زینت محضہ ہے اس لئے بلا کراہت جائز ہے۔

لپ اسٹک

اگر چہ اسباب زینت میں سے ہے، لیکن دیندار و شریف گھرانوں میں اسے نہایت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے۔ نیز اس کا استعمال زیادہ تر ایسی عورتیں کرتی ہیں جن کا دین و شریعت سے کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ تاہم اگر صرف شوہر کی خوشنودی کے لئے اسے استعمال کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے، البتہ یہ احتیاط کی جائے کہ اس میں کسی حرام چیز کی آمیزش نہ ہو۔

"وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل"(٢).

لپ اسٹک کا شرعی حکم تو یہی ہے، البتہ طبی لحاظ سے اس کے فوائد یا نقصانات بھی پیش نظر رہنے چاہیں۔

لپ اسٹک کے نقصانات سائنس کی نظر میں

حکیم طارق محمود چغتائی "لپ اسٹک ہونٹوں کا قدرتی حسن چھین لیتی ہے"

---

(١) (جامع الرموز، كتاب الطهارة: ٢٩، سعيد).

(٢) (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والاباحة، تاسعاً: الترجل: ٢٦٨٣/٤، رشيديه).

کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق نوعمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہونٹوں کے ٹشوز مستقل طور پر مر جاتے ہیں۔

ماہرین کے مطابق لپ اسٹک بھی ہونٹوں کے قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگتا ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ اسٹک لگانے کے چھ گھنٹوں تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچنا چاہیے ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں، لہذا خواتین کے لئے لپ اسٹک مضر ہے(۱)۔

ابٹن، کریم، لوشن وغیرہ استعمال کرنا

ان اشیاء کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں، البتہ اس بات کا لحاظ کیا جائے

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۲/ ۱۷۳ بحوالہ بیوٹی رپورٹ ویکلی سن، دار الکتاب، لاہور)۔

کہ حرام ونجس چیزوں کی ملاوٹ سے پاک ہوں ورنہ ان کا استعمال نجاست کی وجہ سے درست نہ ہوگا۔

چہرے کے مہاسے اوردانے دور کرنے کا عجیب علاج

حکیم طارق محمود چغتائی اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

''چہرہ دھونے سے چہرے پر دانے نہیں نکلتے یا پھران کے نکلنے کی شرح کم ہوجاتی ہے۔ ماہرین حسن وصحت اس بات پر متفق ہیں کہ تمام کریمیں، ابٹن اور لوشن چہرے پر داغ چھوڑتے ہیں۔ حسن اور خوبصورتی کے لئے چہرے کا کئی بار دھویا جانا از حد ضروری ہے۔

امریکن کونسل فار بیوٹی (American Council for Beauty) کی سرکردہ ممبر لیڈی بیچر نے عجیب وغریب انکشاف کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو کسی قسم کے کیمیاوی لوشن کی ضرورت نہیں۔ ان کے اسلامی وضو سے چہرے کا غسل ہوجاتا ہے اور چہرہ کئی امراض سے بچ جاتا ہے(۱)۔

بیوٹی پالر میں منہ دھلوانا

فضول خرچی اور لغو کام ہے بلکہ دھوکا بازی بھی ہے اپنے اصلی رنگ کو چھپانا اور مصنوعی خوبصورتی کی نمائش کرنا ہے۔ اس قسم کے کاموں سے بچنا چاہیے۔

عورت اپنے شوہر کی خاطر سادہ اور پرانے طریقے کے مطابق جو فیشن میں داخل نہ ہو اور فجار وفساق، کفار کے ساتھ مشابہت لازم نہ آتی ہو، ایسی زیب وزینت

(۱) (سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۱/۲۹، دارالکتاب، لاہور).

کرسکتی ہے(۱)۔

زیب وزینت کے لئے سرجری کروانا

اللہ رب العزت نے انسان کو انتہائی خوبصورت ومناسب انداز میں پیدا فرمایا، ارشادِ ربانی ہے:

﴿لقد خلقنا الإنسان فی أحسن تقویم﴾[التین: ٤].

﴿الذی خلقك فسوٰك فعدلك فی أی صورةٍ ماشاء رکبك﴾ [الانفطار: ٧، ٨].

اس تخلیقِ خداوندی میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خودساختہ تبدیلی جائز نہیں، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی طور پر بال لگانے، جسم گدوانے، ابروئیں باریک کرنے اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں فصل پیدا کرنے کو ناجائز قابلِ لعنت اور اللہ کی خلقت میں تبدیلی قرار دیا ہے، اس سے ظاہر ہے کہ محض زیب وزینت اور خوبصورتی کی غرض سے آپریشن اور سرجری کروانا بطریقِ اولیٰ اللہ رب العزت کی خلقت میں تغییر وتبدیلی ہے جو قطعاً جائز نہیں۔

"وتحرم أیضاً عملیات التجمیل النسائیة التی یراد بها تصغیر المرأة الکبیرة [عملیات الشد] روی أحمد عن عائشة، قالت: کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یلعن القاشرة والمقشورة .... والقاشرة: التی تعالج وجهها أو وجه غیرها بالغُمرة (طلاء یتخذ من الورس) لیصفو

(۱) (فتاویٰ رحیمیه، کتاب الحظر والإباحة: ١٠/١٦٠، دارالاشاعت).

لونها، والمقشورة التي يفعل بها ذلك، كأنها تقشر أعلى الجلد، ويبدو ماتحته من البشرة، وهو شبيه بفعل النامصة"(١).

مروجہ میک اپ اور سائنس

میک اپ کے شرعی احکام کے بعد سائنسی وطبی اعتبار سے میک اپ کی جدید وترقی یافتہ صورت کو دیکھا جائے تو اس کا ثمرہ درج ذیل ہے۔

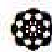
حکیم طارق محمود چغتائی ''ڈیل کارنیگی کے انکشافات'' کے عنوان کے تحت ڈیل کارنیگی کا تجزیہ پیش کرتے ہیں:

''میری زندگی فطرت کے مسلسل مطالعے میں گزری ہے۔اس بات کو غور سے دیکھا کہ ہم فطرت کے قریب رہتے ہوئے فطرت سے دور تو نہیں جارہے؟

فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا اور فریب دیا ہے،میک اپ حسن نسواں کے لئے تھا لیکن جتنا نقصان اس نے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو۔جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے،بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کردی لیکن میں سمجھتا ہوں ان کا نقصان کم ہے جتنا نقصان میک اپ سے ہوا ہے''۔

(زندہ رہنا سیکھئے)

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ میک اپ کے سامان میں کتنا خطرناک کیمکل استعمال ہوتا ہے،اس سے کیا کیا نقصانات ہو رہے ہیں جو درج ذیل ہیں:

 چہرے کے مہاسے

---

(١) (الفقه الإسلامي وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، الوشم والنمص: ٢٦٨٢/٤، رشيديه).

- سیاہ دانے چہرے پر
- لیس دار تھیلی نما مہاسے
- کیل اور چھائیاں
- ناک پر دانوں کا بگاڑ
- عام پھوڑے پھنسیاں
- پھپھوند سے پیدا ہونے والے امراض

یہ وہ امراض ہیں جو جدید سائنس نے دریافت کئے (یعنی میک اپ کی وجہ سے یہ امراض ہوتے ہیں)

بے شمار ایسے واقعات معاشرتی طور پر ملتے ہیں جس سے خواتین کے چہرے بدصورتی میں بدل جاتے ہیں۔ایک خاتون نئی نویلی دلہن علاج کی غرض سے لائی گئی، موصوفہ کے چہرے پر سیاہ داغ اور ہلکے دانے تھے تمام گھر والے پریشان تھے، معلوم ہوا کہ تمام میک اپ کے کارنامے ہیں۔اسی طرح ایک غیر شادی شدہ خاتون نے اپنے بھائی کی شادی پر میک اپ کیا، کچھ عرصے بعد چہرے پر سیاہ داغ دھبے اور لکیریں پڑ گئیں حتی کہ مونچھوں اور داڑھی کے بال نکل آئے۔

اسلام نے خواتین کے لئے گھر میں آرائش حسن (صرف اپنے خاوند کے لئے) سے منع نہیں فرمایا لیکن اس کے لئے مصنوعی اور زہریلی ادویات میک اپ کی شکل میں ہمیشہ نقصان دہ ہیں اور اب تو جدید اور پڑھا لکھا طبقہ میک اپ سے دلبر داشتہ ہو کر پھر سادگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا(۱)

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس:۱/ ۳۴۷).

چہرے کی خوبصورتی کا راز

چہرے کی خوبصورتی کے لئے بے انتہا رقم خرچ کی جاتی ہے، لیکن مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہوتے، اور اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے یہ مقصد بدرجہ اتم خود بخود حاصل ہوجاتا ہے۔ اس بات کا اقرار امریکن ڈاکٹر بھی کرتے ہیں۔ حکیم طارق محمود چغتائی نقل کرتے ہیں:

''شیخ انجینئر نقشبندی فرماتے ہیں: میری ملاقات امریکن ڈاکٹر سے ہوئی، کہنے لگا یقین جانیں عورتوں کو اگر پتہ چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ خوبصورت ہوتا ہے اور نور آتا ہے تو وہ سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں''(۱)۔

حسن میک اپ سے حاصل نہیں ہوتا

''سائنس کی یہ شہادت ہے کہ حسن کو سنگھار اور کاسمیٹکس پیدا نہیں کرتے، حقیقی حسن متوازن غذا سے پیدا ہوتا ہے۔ تمام حیاتین اور عناصر میں ایسے اجزا ہوتے ہیں جو چہرے کا رنگ نکھارتے ہیں، آنکھوں کو روشن کرتے ہیں، پلکوں اور ابروؤں کو اچھی شکل دیتے ہیں، پھوڑے پھنسیوں، چھائیوں اور کیلوں کو دور کرتے ہیں۔

یہ چہرے میں مناسب گوشت اور چربی پیدا کرتے ہیں جس سے چہرے کی شکل صحیح رہتی ہے۔ یہ فوائد صرف چہرے کو حاصل نہیں ہوتے بلکہ آپ کے پورے بدن کو حاصل ہوتے ہیں''(۲)۔



(۱)(سنتِ نبوی اور جدید سائنس: ۱/ ۶۸، دار الکتاب، لاہور)۔

(۲)(خواتین کی صحت: ۲۰۳، دار الشعور لاہور)۔

ہاتھ کی زیب وزینت

زیب وزینت میں ہاتھ بھی توجہ کا مرکز بنتے ہیں اسی لئے ہاتھوں کو بھی مختلف طریقوں سے مزین وآراستہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جن میں بعض جائز اور بعض ناجائز ہیں ،ذیل میں ہاتھوں کے سلسلے میں ظہور پذیر ہونے والے طریقوں کا ازروئے شرع جائزہ لیا جائے گا۔

مہندی لگانا

ہاتھوں میں مہندی لگانا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے،حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”إن امرأةً مدت يدها إلى النبي صلى الله عليه وسلم بكتاب فقبض يده ،فقالت :يارسول الله! مددتُ يدی إليك بكتاب، فلم تأخذه ، فقال :إنی لم أدر أيدُ امرأةٍ هی أو يدُ رجلٍ؟ قالت :بل يدُ امرأةٍ، قال:لو كنت امرأةً لغيرتِ أظفارك بالحناء“(١).

”ایک عورت نے ہاتھ بڑھا کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتاب دینا چاہی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہاتھ کھینچ لیا،اس عورت نے عرض کیا،یارسول اللہ! میں نے آپ کو کتاب دینا چاہی اور آپ نے نہیں لی۔تو نبی کریم صلی اللہ

(١) (سنن النسائی، کتاب الزينة، الخضاب للنساء: ٢٧٩/٢، قديمی).

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے یا مرد کا؟ (اسی لئے میں نے ہاتھ کھینچ لیا) اس عورت نے کہا: عورت کا ہاتھ تھا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم عورت ہوتی تو کم از کم اپنے ناخنوں پر مہندی تو لگاتی''۔

مہندی لگانے میں وقت کی کوئی تحدید نہیں جب چاہے لگائی جا سکتی ہے، اسی طرح مختلف ڈیزائن بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں بشرطیکہ کسی ذی روح کی تصویر نہ بنائی جائے۔

"ولا بأس بخضاب اليد والرجل للنساء مالم يكن خضاب فيه تماثيل"(١).

ناخن بڑھانا

ناخن کٹوانا عین فطرت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

"من الفطرة حلق العانة، وتقليم الأظفار وقص الشارب"(٢).

''زیرِ ناف صاف کرنا، ناخنوں کو تراشنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا فطرت انسانی میں داخل ہیں''۔

ناخن بڑھانا فطرت کے خلاف ہونے کے ساتھ طبی لحاظ سے بھی مضر ہے،

---

(١) (شرح الأشباه والنظائر، الفصل الثالث، أحكام الأنثىٰ: ٢/٧٨، إدارة القرآن).

(البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ٨/٣٣٥، رشيديه).

(٢) (الصحيح للبخاري، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار: ٢/٨٧٥، قديمى).

لہذا خلافِ فطرت چیز کو زینت نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔

"ويستحب قلم الأظفار يوم الجمعة، فإن رآى أنه جاوز الجلد قبل يوم الجمعة، يكره له التاخير"(۱).

ناخن بڑھانے کی آفات میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ اس سے رزق میں کمی ہوتی ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"من كان ظفره طويلاً كان رزقه ضيقاً"(۲).

فائدہ

ناخن تراشنے کے بعد انہیں دفن کرنا بہتر ہے، اسی طرح جو بال کنگھی کرنے سے گریں، انہیں بھی دفن کرنا بہتر ہے۔

"وفي سؤالات "مهنا" عن أحمد قلت له: يأخذ من شعره وأظفاره أيدفنه أم يلقيه؟ قال: يدفنه، قلت: بلغك فيه شئ؟ قال: كان ابن عمر يدفنه، وروى أن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أمر بدفن الشعر والأظفار، وقال. لايتلعب به سحرة بني آدم. قلت: وهذا الحديث أخرجه البيهقي من حديث وائل بن حجر نحوه. وقد استحب أصحابنا دفنها؛ لكونها أجزاء من الآدمي. والله أعلم"(۳).

---

(۱) (الفتاوىٰ السراجيه، كتاب الكراهة، باب المتفرقات، ص: ۷۷، سعيد).

(۲) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول: ۲۱۲/۸، رشيديه).

(۳) (فتح الباري، كتاب اللباس، باب قص الشارب: ۴۲۴/۱۰، قديمي).

فائدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا لباس پرندوں کے پروں کی طرح جسم پر ناخن کی صورت میں تھا، جب شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے ان سے خلاف امر فعل صادر ہوا تو ان کا لباس اتر گیا، صرف ناخن بچ گئے تا کہ ان سے فائدہ اٹھائیں اور یہ زینت کا کام دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ گز تھا۔ اللہ رب العزت نے انہیں کھال کا لباس پہنایا اور کھجانے کے لئے ناخن پیدا فرمائے (۱)۔

ناخن بڑھانے کے سائنسی نقصانات

شریعت کے ساتھ سائنس بھی تسلیم کرتی ہے کہ ناخنوں کا بڑھانا نقصان دہ ہے، ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

''ناخنوں کو ہر روز صاف کرنا ضروری ہے تا کہ ان کے اندر میل جمع نہ ہو سکے جو صحت کے لئے انتہائی مضر ہے، نیز اس سے ناخن بھی بدنما لگتے ہیں، اپنے ناخنوں کو باقاعدگی سے پندرہ دن میں ایک بار ضرور تراشیں تا کہ نہ تو اتنے لمبے ہو جائیں کہ ان کے اندر میل جمع ہو جائے اور نہ ہی اتنے چھوٹے ہوں کہ ان کے نیچے کا گوشت نظر آنے لگے'' (۲)۔

بناوٹی ناخن

حقیقی واصلی ناخنوں میں بھی فطرت وشریعت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ بڑے

---

(۱) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول: ۸/۲۱۰، رشيديه).

(۲) (خواتین کی صحت: ۴۰۰، دار الشعور، لاہور).

ہوئے نہ ہوں چہ جائیکہ مصنوعی وبناوٹی ناخنوں کو استعمال کیا جائے جو کہ فطرت وشریعت کے خلاف ہونے کے ساتھ تشبہ بالکافرات والفاسقات سے بھی متصف ہیں ،لہذا ان کا استعمال جائز نہیں۔

نیل پالش

نیل پالش کا استعمال جب کہ اس میں نجس اشیاء کی ملاوٹ نہ ہو اگر چہ مباح ہے لیکن اس کا استعمال اداء فرض سے مانع ہے کیونکہ نیل پالش کی تہہ وضو میں ناخنوں پر پانی بہنے سے مانع ہے اور نماز کا ادا کرنا فرض عین ہے ،لہذا جو مباح فرض کے لئے رکاوٹ بنے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی اور جو عورتیں نماز جیسے فریضے سے غفلت اور لا پرواہی برتتی ہیں وہ اسلام کے باقی احکام کہاں سے نبھائیں گی؟ ہمارا مقصد مسلم عورت کے لئے دائرہ شریعت میں رہتے ہوئے زیب وزینت کے احکام بیان کرنا ہے۔ ا

بعض عورتیں یہ عذر پیش کرتی ہیں کہ ہم صرف مخصوص ایام میں ہی نیل پالش استعمال کرتی ہیں لیکن ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' یہ تو اپنی پوشیدہ عادات وامور کا کھلا اعلان ہے حالانکہ عورتوں کو چاہیے کہ مخصوص ایام میں بھی عام دنوں کی طرح اپنے معمولات پر کاربند رہیں اور نماز کے اوقات میں باقاعدہ وضو کر کے مصلے پر بیٹھ کر کچھ دیر کے لئے تسبیحات وغیرہ کریں تا کہ ان کی خفیہ عادات سوائے شوہر کے باقی افراد پر خفیہ ہی رہیں۔

البتہ اگر نابالغ بچیاں اسے استعمال کریں تو ان کے لئے گنجائش ہے بشرطیکہ

حرام ونجس چیزوں کی آمیزش اس میں نہ ہو۔

نیل پالس کے سائنسی نقصانات

شرعی نقطہ نگاہ سے نیل پالش کا حکم تو یہی ہے، سائنسی اور طبی اعتبار سے اس کا کیا درجہ ہے اس بارے میں حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

''صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ انچ کا آٹھواں حصہ بڑھتے ہیں اور ایک عام آدمی کی زندگی کے ۵۰ سال میں اس کی انگلیاں چھ فٹ ناخن پیدا کرتی ہیں، ایک خلیجی اخبار کی رپورٹ کے مطابق طبیبوں نے آج سے ۲ ہزار سال قبل انگلیوں کے ناخنوں اور صحت کے درمیان تعلق کو دریافت کر لیا تھا اور آج کل بھی ڈاکٹر کی نظر مریض کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اس کے ناخنوں پر پڑتی ہے، ناخنوں کا رنگ سفید ہو جانا خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا اشارہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق قدیم مصر کی عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ وروغن کرتی تھیں اور ''نیل پالش'' کا رواج فرعون کے دور کی یادگار ہے، اس دور کی خواتین رنگ وروغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آج کل نیل وارنش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لئے خطرناک ہے، سستے نیل پالش ریمور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہیے یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتا ہے۔ (بحوالہ فیلڈان پیراسائیکلوجی)(۱)۔

ناخن پالش اور جدید سائنس کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۳۷۹).

ناخن بھی جسم انسانی کی طرح زندہ ہیں، انہیں آکسیجن اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے، یہ پانی کے طلب گار رہتے ہیں اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تمام جسم ان سے متاثر ہوتا ہے۔ ایک خاتون کو ہاتھوں پر دانے، خارش اور پیپ دار پھنسیاں تھیں بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا، ایک ماہر امراض جلد کے پاس گئیں موصوف عمر رسیدہ اور بہت ماہر مانے جاتے تھے، ڈاکٹر صاحب مریضہ کا معائنہ کر کے فرمانے لگے آپ ناخن پالش کتنے عرصے سے استعمال کر رہی ہیں؟ مریضہ گزشتہ پانچ سالوں سے اور مرض کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟ مریضہ نے جواب دیا پانچ سال سے مسلسل مرض موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ ناخن پالش لگانا چھوڑ کر پھر مناسب مختصر علاج کریں، مریضہ کا کہنا ہے کہ صرف تیسرے ہفتے میں مکمل صحت یاب ہوگئی۔

کروموپیتھی کا اصول

کروموپیتھی کے ماہرین کے مطابق رنگ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے چونکہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال، غصہ اور بلڈ پریشر ہائی کرتا ہے، اس لئے وہ لوگ جو پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہوں ان کے امراض میں فوری اضافہ ہو جاتا ہے اور صحت مند آدمی بھی آہستہ آہستہ ان امراض کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

انسانی صحت اور تندرستی کے لئے ہر رنگ کا ایک منفرد مزاج ہوتا ہے۔ موجودہ فیشن نے مختلف ناخن پالشوں کے استعمال کی ترغیب دی ہے، ان مختلف رنگوں

کی الرجی عام آدمی کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے تو کیا ایک مریض برداشت کرسکے گا؟

ناخن پالش ناخن کے مسامات کو بند کردیتی ہے، مزید چونکہ ناخن پالش میں رنگدار کیمیکل ہوتے ہیں اس لئے یہ کیمیکل بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارموزی سسٹم پر بہت برا پڑتا ہے جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہوتے ہیں (۱)۔

کنگن پہننا

کنگن اسباب زینت میں داخل ہیں اور شرعاً ان کا استعمال بلاکراہت درست ہے۔

"یجوز للنساء لبس أنواع الحلی کلها من الذهب والفضة والخاتم والحلقة والسوار والخلخال والطوق والعقد والتعاویذ والقلائد وغیرها"(۲).

چوڑیاں پہننا

عورتوں کے لئے چوڑیاں جائز ہے بشرطیکہ چوڑیاں خود پہنیں یا عورتوں سے پہنوائیں کسی اجنبی سے چوڑیاں پہننا حرام ہے کیونکہ بلاضرورت کسی اجنبی کو ہاتھ

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس: ۱/۳۲۴).

(۲) (إعلاء السنن، کتاب الحظر والاباحة، باب حرمة الذهب علی الرجال: ۱۷/۲۹۳، إدارة القرآن، کراچی).

پکڑنے یا کسی عضو کو چھونے کی اجازت دینا جائز نہیں اور چوڑیاں پہننے میں ضرورت نہیں پائی جاتی۔

چوڑیوں میں ہر قسم کی چوڑی بلوری، سیاہ، گچ وغیرہ سب کا استعمال درست ہے۔

انگوٹھی پہننا

انگوٹھی کے استعمال سے ہاتھوں کی جاذبیت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ زیب وزینت کا اہم پہلو ہے، اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی انگوٹھیاں پہنتی تھیں:

"وکان علی عائشة خواتیم الذهب"(١).

عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ وہ جس انگلی میں چاہیں، جتنی چاہیں انگوٹھیاں پہن سکتی ہیں۔

"قال النووی: یکره للرجال الخاتم فی الوسطیٰ، والتی تلیها کراهة تنزیه، وأما المرأة فلها التختم فی الأصابع کلها"(٢).

ہاتھ میں رومال رکھنا

اگر بغرض ضرورت مثلاً پسینہ وناک صاف کرنے کے لئے استعمال کیا جائے تو جائز ہے، بلاضرورت اسے ہاتھ میں رکھنا درست نہیں:

---

(١) (الصحیح للبخاری، کتاب اللباس، باب الخاتم للنساء: ٨٧٣/٢، قدیمی).

(٢) (مرقاة المفاتیح، کتاب اللباس، باب الخاتم، الفصل الأول: ١٨٦/٨، رشیدیه).

"لایکره خرقة لوضوء أو مخاط أو عرق لو لحاجة ولو للتکبر تکره "(۱).

سونے کی گھڑی

گھڑی اگرچہ ضرورت کے علاوہ زینت کا کام بھی دیتی ہے لیکن زیورات کے قبیل سے نہیں، لہذا اس کے استعمال میں مرد وعورت دونوں کا حکم یکساں ہوگا یعنی جس طرح مردوں کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔

"والأصل أن استعمال الذهب فیما یرجع إلی التزین مکروه فی حق الرجل دون المرأة لما قلنا، واستعماله فیما یرجع إلی منفعة البدن مکروه فی حق الرجل والمرأة جمیعاً"(۲).

ایسی گھڑی پہننا جس پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا ہو، جائز ہے:

"ولا بأس بتمویه السلاح بالذهب و الفضة". (الفتاویٰ السراجیه، کتاب الکراهة، باب المتفرقات، ص: ۷٦، سعید)(۳).

---

(۱) (الدر المختار ، کتاب الحظر والإباحة: ٦/۳٦۳،سعید).

(الفتاویٰ العالمکیریة، کتاب الکراهیة، الباب التاسع فی اللبس: ٥/۳۳۳، رشیدیه).

(۲) (بدائع الصنائع، کتاب الاستحسان: ٦/٥۲۲، دارالکتب العلمیة).

(الفقه الإسلامی و أدلته، کتاب الحظر والإباحة، المبحث الثالث، اللبس والاستعمال والحلی: ٤/۲٦۳۲، رشیدیه)

(۳) (خلاصة الفتاویٰ، کتاب الکراهیة، الفصل السابع فی اللبس: ٤/۳۷۲، رشیدیه).

ولابأس بالانتفاع بالأواني المموهة بالذهب والفضة بالإجماع". كذا في الاختيار شرح المختار"(۱).

"كان خاتم النبي صلى الله عليه وسلم حديداً ملوياً عليه فضةً"(۲).

"نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علی وسلم کی ایک انگوٹھی لوہے کی تھی جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا"۔

اگر گھڑی کا کوئی پرزہ سونے کا ہو تو درست ہے:

"ولابأس بمسمار الذهب يجعل في حجر الفص يعني في ثقبه؛ لأنه تابع كالعلم فلا يعد لابساً"(۳).

اسی طرح اگر اندر کی مشین سونے اور چاندی کی ہو اور اوپر کا کیس لوہے کا تب بھی جائز ہے کیونکہ فقہاء کرام نے لوہے کی انگوٹھی کے عدم جواز کے باوجود لوہے کی ایسی انگوٹھی کو جائز قرار دیا جس پر چاندی کا غلاف چڑھا ہو:

"لابأس بأن يتخذ خاتم حديد قد لوى عليه فضة وألبس فضة حتى لايرى"(٤).

---

(۱) (الفتاوىٰ العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر: ۳۳۵/۵، رشيديه).

(۲) (النسائي، كتاب الزينة، باب لبس خاتم حديد ملوى عليه فضة: ۲۸۹/۲، قديمي).

(۳) (البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في اللبس: ۳۵۰/۸، رشيديه)

(٤) (رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة: ۳٦۰/٦، سعيد).

موبائل فون استعمال کرنا

اگرچہ موبائل کا تعلق زیب وزینت کے باب سے نہیں، تاہم آج کل اس کا فیشن بھی چل نکلا اور سرِ عام عورتیں اور لڑکیاں موبائل استعمال کرتی اور اسے قابلِ فخر سمجھتی ہیں۔ شریعت میں قطعاً اس کی اجازت نہیں۔ نیز فقہاء کرام نے عورتوں کی آواز کو بھی عورت (جس کا اخفاء ضروری ہو) شمار کیا ہے اور نماز میں غلطی پر تنبیہ کرنے کے لئے بجائے آواز کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر تنبیہ کا حکم دیا، تو سرِ عام بس اسٹاپ، راستوں اور گاڑیوں میں موبائل استعمال کر کے اجانب وغیر محارم کو اپنی طرف متوجہ کرنا اسلامی تعلیمات کی سراسر خلاف ورزی ہے۔

سونے اور چاندی کے قلم

سونے اور چاندی کو اپنے عام استعمال میں لانا تکبر وغرور کی علامت ہے، شریعت نے اس سے منع فرمایا، لہٰذا ایسے قلم جو مکمل سونے چاندی کے ہوں یا ان کی نب ان دھاتوں کی ہو ان کا استعمال ناجائز ہے:

”ویکره أن یکتب بالقلم المتخذ من الذهب أوالفضة أو من دواة كذلك ،ويستوى فيه الذكر والأنثىٰ“(١).



(١) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر فى استعمال الذهب والفضة: ٣٣٤/٥، رشيديه).

(الفقه الحنفى وأدلته، كتاب الحظر والإباحة: ٣٨٧/٢، إدارة القرآن).

پاؤں کی زیب وزینت

بوٹ پہننا

بوٹ دراصل مردانہ استعمال کی اشیاء میں سے ہے اوراس میں تشبہ بالرجال پایا جاتا ہے، لہذا اس کی اجازت نہیں، البتہ اگران کی ساخت ہی عورتوں کے لئے ہوتو ان کا استعمال جائز ہے:

"عائشة ، قيل لها؛ هل تلبس المرأة النعل؟ فقالت: قد لعن رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الرجلة من النساء"(١).

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا: کیا عورت مردانہ جوتے پہن سکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردانہ روش اختیار کرتی ہیں''۔

اونچی ایڑی والی سینڈل

اونچی ایڑی والی سینڈل پہننا کئی وجوہ سے جائز نہیں:

۱- اس میں تشبہ بالفاسقات پایا جاتا ہے۔

---

(١) (مجمع الزوائد، كتاب اللباس والزينة، آداب اللباس وهيئته: ٨٠١/٢، إدارة القرآن).

۲-دھوکا دہی بھی ہے کہ قد کو اونچا ظاہر کیا جاتا ہے۔

۳-سخت ایڑی کی وجہ سے جوتے کی آواز پیدا ہوتی ہے جس سے مردوں کی توجہ اسی جانب ہو جاتی ہے۔

۴-اس میں سرین کا ابھار بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

۵-چلنے میں چال بھی ترچھی ہوتی ہے وغیرہ۔

ان کے علاوہ بھی کئی مفاسد اس میں پائے جاتے ہیں۔

اونچی ایڑھی اور سائنس

سائنس وطب کے حوالے سے اونچی ایڑھی والی سینڈل پہننا انتہائی مضر ہے۔

ڈاکٹر ثمرین فرید لکھتی ہیں:

خواتین میں ٹانگوں کا درد عام کیوں؟

''کیا آپ نے غور کیا ہے کہ بعض نوجوان خواتین پیروں اور ٹانگوں کی تکالیف میں زیادہ کیوں مبتلا ہوتی ہیں؟ اس لئے کہ وہ اونچی ایڑی کی سینڈلز پہنتی ہیں جن کی وجہ سے ان کے پنجوں کی ساخت تک تبدیل ہو جاتی ہے، یہ سینڈلز ان کی ریڑھ کی ہڈی، کمر اور ٹانگوں پر ناروا بوجھ بنتی ہیں۔ خواتین میں زیادہ تر دو طرح کی سینڈلز مقبول ہیں: ایک پلیٹ فارم شوز کہلاتی ہے اور دوسری اونچی ایڑی والی سینڈلز۔

پلیٹ فارم شوز

پلیٹ فارم شوز کے ذریعے خواتین اپنے قد میں زیادہ سے زیادہ آٹھ انچ کا اضافہ کر سکتی ہیں کیونکہ ان کا تلا اتنا ہی موٹا ہوتا ہے۔ تلا موٹا ہونے کی وجہ سے یہ سینڈلز

عام جوتیوں سے تین گنا زیادہ بھاری ہو جاتی ہیں، خواتین کو یہ اضافی وزن ہر قدم پر اٹھانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کی ٹانگیں جلد تھک جاتی ہیں، دوسرے اتنی اونچی سینڈل پہن کر توازن برقرار رکھنا نسبتاً مشکل کام ہے، اناڑی خواتین تو ایک طرف اس کوشش میں اچھی اچھی ماڈلز کے پیر مڑ جاتے ہیں اور وہ دھڑام سے زمین پر آ گرتی ہیں۔

اونچی سینڈل اور ہمارے فٹ پاتھ

موٹے تلے والی سینڈل ہمارے ملک میں اور زیادہ نقصان دہ ہے وہ یوں کہ ہمارے یہاں کے فٹ پاتھ اور گلیاں سخت، ناہموار اور اونچی نیچی ہیں اور ان پر عام جوتے پہن کر بھی محفوظ طریقے پر نہیں چلا جا سکتا، اس عالم میں موٹے اور تلے والے پلیٹ فارم شوز پہن کر چلنا کسی کرتب باز ہی کو زیب دیتا ہے صنف نازک کو نہیں۔

اونچی ایڑی کی سینڈل

دوسری طرح کے پریشان کن سینڈلز وہ ہیں جنہیں اونچی ایڑی والی جوتی کہا جاتا ہے۔ ان کے نقصانات دو طرح کے ہیں: ایک تو یہ کہ انہیں پہن کر پیروں کی انگلیاں سخت بے آرام ہو جاتی ہیں، چھوٹی سی تنگ جگہ میں ان انگلیوں کا فٹ ہونا ممکن نہیں ہوتا اس لئے وہ ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ طویل عرصے تک جاری رہے تو پیر کی انگلیوں کی ساخت ہی بدل جاتی ہے اور انگوٹھے کے اوپر چڑھ کر رہ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ پنجے پر مختلف مقامات پر گوکھرو (corn) اور گٹے بن جاتے ہیں جو درد کرتے ہیں۔ اس مرحلے پر خاتون کے لئے آسان راستہ یہ ہے کہ وہ اتنی

تنگ اور اونچی سینڈل ترک کر کے آرام دہ سینڈل پہنے، دوسرا تکلیف دہ راستہ یہ ہے کہ وہ تنگ اور اونچی سینڈل پہن کر مزید تکلیف برداشت کرتی رہے اور فیشن ایبل کہلائے۔

اونچی ایڑی کی سینڈل طویل عرصے تک (یعنی ٦ ماہ سے ایک سال) پہننے کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ پنڈلی کی ایک اہم رگ (Achwilles Tendon) چھوٹی ہو جاتی ہے، یہ وہ موٹی رگ ہے جو ایڑی کو پنڈلی کی مچھلی (Calf) سے ملاتی ہے، اس کے چھوٹا ہونے کے نتیجے میں پیر بعض سمتوں میں آزادانہ حرکت کے قابل نہیں رہتا اور ایسی کسی حرکت کے باعث درد ہوتا ہے۔اس طرح اگر متاثرہ خاتون سیدھے سادھے سلیپر پہن لے تو اسے درد ہوتا ہے کیوں کہ (Tendon) چھوٹا ہونے کے سبب پیر پوری طرح سلیپر میں نہیں آپاتا۔اونچی ایڑی کے ساتھ چلنے والی خواتین میں ٹخنے کی موچ کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔

ایک اوسط انسان یومیہ پانچ ہزار قدم اٹھاتا ہے۔اونچی ایڑی پہننے کی صورت میں جسم میں سارا بوجھ اور چلنے کی قوت پنجے کی صورت میں پنجے کے اگلے حصے پر پڑتی ہے، تین انچ اونچی ایڑھی پہننے کی صورت میں پنجے کے اگلے حصے پر ایک انچ والی سینڈل کے مقابلے میں سات گنا زیادہ دباؤ پڑتا ہے۔

فیشن انڈسٹری کیا کہتی ہے

فیشن انڈسٹری کی دلیل یہ ہے کہ اونچی ایڑی کی سینڈل سے خاتون کا قد اونچا ہو جاتا ہے۔اور وہ زیادہ اسمارٹ اور پرکشش دکھائی دیتی ہے۔فیشن انڈسٹری

دراصل یہ کہنا چاہ رہی ہے کہ ایسی سینڈل پہن کر خاتون کے کولہے زیادہ نمایاں ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے حسن کا زیادہ زور شور کے ساتھ اشتہار دے رہی ہوتی ہے کس قیمت پر؟ اپنی صحت اور جسمانی خدوخال کی قیمت پر، کیوں کہ اونچی ایڑی کی سینڈل کے بارے میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس سے ریڑھ کی ہڈی کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل ہمارے جسم کا توازن برقرار رکھنے کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جسم عمودی حالت میں ہو اور اس کا سارا زور ایک مستحکم بنیاد یعنی پیر کے انگوٹھے سے لے کر ایڑی تک پڑ رہا ہو لیکن اونچی ایڑی پہننے سے جسم کا سارا وزن پنجے کے اگلے حصے یعنی انگوٹھے کی نچلی گول ہڈی پر پڑتا ہے اور یہ وزن طویل عرصے تک پڑتا رہے تو انگوٹھے کے جوڑ سوجھ جاتے ہیں یا پھر اپنی جگہ سے سرک جاتے ہیں جس سے پنجہ بدنما ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کولہے باہر کو نکلنے رہنے سے کولہے کی ہڈی مقررہ جگہ پر نہیں رہتی اور ریڑھ کی ہڈی میں بھی باہر کی طرف خم آجاتا ہے۔ طویل عرصے تک اونچی سینڈل پہننے والی ۷۵ فیصد خواتین ۶۰ سال سے زائد عمر کو پہنچ کر پیروں یا کمر کی سنگین تکالیف میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

سنگاپور کی ایک معروف ماڈل نے ایک بار بتایا کہ اس نے اونچی ایڑی کی سینڈل ۱۰ سال ہی پہنی تھی کہ اس کی کمر نے جواب دے دیا، ایکس رے ٹیسٹ سے پتا چلا کہ اس کی کمر کے عضلات کمزور ہو چکے ہیں۔ اس بات کا فیصلہ خواتین کو ہی کرنا ہے کہ انہیں اپنی صحت اور تندرستی عزیز ہے یا فیشن؟ وہ فیشن جس کو اپنا کر بھی آپ جسمانی تکالیف کا شکار ہیں اور جو طویل عرصہ گزرنے پر آپ کے لئے لاتعداد مسائل اور

تکالیف چھوڑ جائے۔ آرام دہ اور پرسکون حالت میں ہونا فیشن کی حالت میں ہونے سے زیادہ دانشمندی ہے۔

ایک تجربہ

یہ جاننے کے لئے کہ اونچی ایڑی پہننے سے آپ کی پنڈلی کو خون پہچانے والی بڑی رگ (Achilles Tendon) چھوٹے تو نہیں ہو گئے ایک تجربہ کیجئے: موٹر سائیکل اور کاروں کے چڑھنے اترنے کے لئے گھروں کے باہر ڈھلوان (Slope) بنے ہوتے ہیں، کسی ڈھلوان سطح پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ اونچائی آپ کے سامنے ہو اور آپ کے قدم نیچائی پر ہوں۔ اب محسوس کیجئے کہ آپ بالکل سیدھے کھڑے ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ہو سکتے ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں، اگر آپ کو آگے کی طرف جھک کر کھڑا ہونا پڑ رہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی پنڈلی کے پٹھے اور پنڈلی کی بڑی رگ چھوٹی اور کمزور ہو گئی ہے (۱)۔

ایڑھی والا جوتا جنسی تحریکات بڑھاتا ہے

حکیم طارق محمود چغتائی لکھتے ہیں:

''آج کے دور میں ایڑھی کے جوتے اور ربڑ، پلاسٹک کے جوتے کیا نقصان دے رہے ہیں، اس کا اندازہ احاطہ سے باہر ہے، ایک فزیوتھراپسٹ سے بات ہوئی، کہنے لگے کہ ایڑھی کا جوتا یہودی سازش ہے، یہ مردوں اور عورتوں میں غیر ضروری جنسی تحریکات کو بڑھا کر زنا کی طرف مائل کرتا ہے۔

---

(۱) (خواتین کی صحت: ۴۰۵-۴۰۸، دارالشعور لاہور)

ایسے دور میں جب ہر طرف فیشن کی یلغار ہے تو اپنی صحت وتندرستی کے لئے جوتے کے انتخاب پر بھی غور کیا جائے، یہ درست ہے کہ جوتا نرم ہو، خوبصورت ہو، شخصیت کے نکھار کے لئے سونے پر سہاگہ ہے، لیکن کیا یہی جوتا صحت اور بقائے حیات کے لئے بھی معاون ہے؟ یہ ایسا سوال ہے جس کی طرف بہت کم لوگ توجہ کرتے ہیں۔

جوتا نرم تو دماغ نرم

نیوٹن مشہور سائنس دان ہے، جب دماغی دباؤ اور ڈپریشن کا شکار ہوا تو اس نے فوراً جوتے کی طرف نگاہ کی، وہ ہر ہفتے نیا جوتا بدلتا، آخر اسے ایک جوتے نے سکون دیا اور وہ ہمیشہ اسی جوتے کو استعمال کرتا۔ جرمنی کے ماہرین نے انکشاف کیا ہے ''جوتا بہتر تو دماغ بہتر، جوتا سخت تو دماغ سخت، جوتا نرم تو دماغ نرم'' بظاہر یہ الفاظ عام ہیں مگر فکر اور تدبر کے بعد انسان ان لفظوں سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے''۔

مطب میں ایک خاتون تشریف لائیں جو کہ گزشتہ اٹھارہ برس سے دائمی دردِ سر میں مبتلا تھیں، پتہ چلا کہ وہ ہمیشہ اونچی ایڑھی کا جوتا استعمال کرتی ہیں۔ جب ان کا جوتا تبدیل کیا گیا تو کیفیت بدل گئی۔

ایڑھی والے جوتے کے نقصانات

عورتوں کو اونچی ایڑھی کے سینڈل اور جوتے پہننے کا شوق ہے اور وہ نہیں جانتیں کہ اس سے ان کے پاؤں، ٹانگوں اور پورے جسم کی ساخت کو کیسے نقصان پہنچتے ہیں۔ آج کل فیشن کی خاطر اونچی ایڑھی کے تنگ جوتے عام طور پر پہنے

جارہے ہیں۔ اس طرح کے جوتوں اور سینڈلوں سے پاؤں اور ٹانگوں کی باریک رگیں سوج جاتی ہیں۔ طویل عرصے تک ایسے جوتے پہننے سے ہڈیوں میں درد ہونے لگتا ہے اور مستقل تھکن رہتی ہے۔ تنگ جوتوں سے پاؤں اور ٹانگوں کے بعض حصوں میں دورانِ خون میں رکاوٹ پڑتی ہے اور پاؤں، پنڈلیاں، ٹانگیں اور کبھی کبھی کمر میں درد ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ورم درید اور دیمہ رگ کے عارضے بھی ہوجاتے ہیں یعنی ٹانگوں یا پیروں کی رگوں میں خون کے لوتھڑے ہوجاتے ہیں۔ اگر خواتین ایسی جوتیاں پہننا چھوڑ دیتی ہیں تو جلد ہی ان کی شکایات کے خطرات کم ہوجاتے ہیں۔ اونچی ایڑھی والے جوتوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ان میں پیر فطری حالت میں نہیں ہوتے، چلنے میں خاصا تکلف کرنا پڑتا ہے، جس سے دباؤ اور تناؤ کی کیفیت پیدا ہوسکتی ہے" (۱)۔

سونے چاندی سے مزین جوتے پہننا

اگرچہ سونے چاندی سے مزین جوتے استعمال کرنے کی گنجائش ہے تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے کہ بظاہر اسراف کی علامت ہے۔

"وفي جواز لبسهن نعل الذهب والفضة وجهان، أصحهما الجواز كسائر الملبوسات، والثاني التحريم للإسراف" (۲).

---

(۱) (سنت نبوی اور جدید سائنس مختصراً: ۱/ ۳۳۴-۳۴۰، دار الکتاب، لاہور)

(۲) (إعلاء السنن، نقلاً عن شرح المذهب، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۱۷/ ۲۹۳، إدارة القرآن).

پازیب

اسلام نے عورت کو پردے کا حکم دیا اور ہر اس عمل سے منع کیا جو فتنے کا باعث بنتا ہو، چونکہ عورت کے پازیب پہننے میں فتنے کا قوی اندیشہ ہے لہذا اس کا استعمال ناجائز ہے۔ارشادربانی ہے:

﴿ولا یضربن بأرجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن﴾[النور: ۳۱].

"عن بنانة مولاة عبد الرحمان بن حبان الأنصاری عن عائشة، قالت: بینما هی عندها إذ دُخِلَ علیها بجاریةٍ، وعلیها جلاجل یصوِّتنَ، فقالت: لاتدخلنها علی إلا أن تقطعوا جلالها، وقالت: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یقول: لاتدخل الملائکة بیتاً فیه جرسٌ"(۱).

"حضرت بنانہ بنت عبدالرحمٰن روایت کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک باندی کو لایا گیا جس نے پازیب پہنے تھے، وہ بج رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: اسے میرے پاس اس حالت میں نہیں لانا، اگر لانا ہے تو اس کے پازیب کاٹ دو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا

(۱) (أبوداود، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل: ۲/۲۲۹-۲۳۰، إمدادیه).

ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوئے جس میں گھنٹیاں، ور باجے بجیں"۔

پاؤں میں مہندی لگانا

اس کا تعلق بھی چونکہ زینت سے ہے اس لئے اسے اختیار کرنا بھی جائز ہے۔

"ولا باس بخضاب اليد والرجل للنساء مالم يكن خضاب فيه تماثيل"(١) .



(١) (شرح الأشباه والنظائر، الفصل الثالث، أحكام الأنثى: ٧٨/٢، إدارة القرآن).

(البحر الرائق، كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب: ٣٣٥/٨، رشيديه).

زیورات سے زیب وزینت

سونے کا زیور پہننا

سونے کے زیورات بلا شک وشبہ عورتوں کے لئے مباح ہیں اور اس اباحت پر علاوہ احادیث کے قرآن کریم کی بھی چند آیات دلالت کرتی ہیں:

﴿أومن ينشوء في الحلية وهو في الخصام غير مبين﴾ [الزخرف: ١٨].

﴿ومما يوقدون عليه في النار ابتغاء حلية ﴾[الرعد: ١٧].

﴿ولكنا حملنا أوزاراً من زينة القوم﴾[طه : ٨٧].

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دو چیزیں (ریشم وسونا) میری امت کے مردوں پر حرام عورتوں کے لئے حلال ہیں''(۱)۔

جن احادیث سے سونے کے استعمال کی ممانعت معلوم ہوتی ہے حضرات محدثین نے ان میں مختلف تاویلات کی ہیں:

۱-ممانعت کا تعلق مردوں سے ہے۔

۲-ممانعت اولاً تھی پھر منسوخ ہوگئی۔

---

(۱) (ابن ماجه ، كتاب اللباس ،باب لبس الحرير والذهب للنساء، ص: ٢٥٧ ، قديمي).

۳-وعید کا تعلق زکوٰۃ ادا نہ کرنے سے ہے۔

۴-محل وعید فخر وتکبر ہے۔

الغرض سونے کا زیور عورتوں کے لئے مباح ہے، زیور کے ڈیزائن پسند کرنے میں عورتوں کو اختیار ہے، البتہ اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ جن زیورات میں باجہ، گھنٹی وغیرہ ہو ان کا پہننا ناجائز ہے:

”عن بنانة مولاة عبدالرحمن بن حبان الأنصاری عن عائشة قالت: بينما هی عندها، إذ دخل عليها بجارية، وعليها جلاجل يُصَوِّتْنَ، فقالت: لاتدخلنّها علی إلّا أن تقطعوا جلاجلها، وقالت: سمعت رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه وسلم يقول: لاتدخل الملائكة بيتاً فيه جرسٌ“(۱).

اور جن زیورات میں خود گھنٹی تو نہ ہو لیکن آپس میں لگ کر بجتے ہیں اگرچہ ان کا پہننا جائز ہے لیکن انہیں پہن کر اس انداز میں چلنا کہ ان سے آواز نکلے جائز نہیں۔

زیورات پہننے میں اسراف کرنا

زیب وزینت اگرچہ عورتوں کے لئے شرعاً مباح ہے لیکن اس میں اسراف کرنا درست نہیں، اسی طرح زیورات میں بھی اسراف سے کام لینا جائز نہیں۔

”كل حُلِيّ أبيح للنساء فذلك إذا لم يكن فيه سرف ظاهر، فإن كان كخلخالٍ وزنه مائتا دينار، ففيه وجهان: وجه التحريم أنه ليس

---

(۱) (أبوداؤد، كتاب الخاتم، باب ماجاء فی الجلاجل: ۲/۲۲۹-۲۳۰، إمداديه).

بزينة، وإنما هو قيد، وإنما تباح الزينة؛ ووجه الجواز أنه من جنس المباح، فأشبه اتخاذ عدد من الخلاخيل"(۱).

چاندی کا زیور

چاندی کے زیورات کی اباحت میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

"يجوز للنساء لبس الحرير والتحلي بالفضة وبالذهب بالإجماع للأحاديث الصحيحة"(۲).

جواہرات

ہیرے جواہرات، لؤلؤ، فیروز، زمرد، عقیق، یاقوت اور مرجان وغیرہ کے زیورات پہننا بھی جائز ہے۔

"وعن الحسن: لا بأس بأن يتخذ الرجل خاتم فضةٍ أو من جزعٍ أو عقيقٍ أو فيروزجٍ أو ياقوتٍ أو زمردٍ"(۳).

ہڈی کا زیور

جانوروں کی ہڈیوں، سینگوں اور دانتوں سے تیار کردہ زیورات کا استعمال بھی درست اور جائز ہے کیونکہ سوائے خنزیر کے باقی جانوروں (حلال ہوں یا حرام) کی

---

(۱) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۲۹٤/۱۷، إدارة القرآن).

(۲) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۲۹۳/۱۷، إدارة القرآن).

(۳) (الملتقط في الفتاوىٰ الحنفية، كتاب الآداب، مطلب في التختم بأنواع المعادن: ۲۷۲، حقانيه كوئٹه).

ہڈیاں، سینگ اور دانت نجس نہیں:

"ألا كل شيء من الميت حلال إلا ما أكل منها ،فأما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم فكل هذا حلال ؛لأنه لا يذكى"(۱).

"مردار کے گوشت کے علاوہ اس کی کھال، سینگ، بال، اون، دانت اور ہڈی حلال یعنی قابلِ انتفاع ہیں"۔

"يا ثوبان !اشتر لفاطمة قلادةً من عصب وسوارين من عاج"(۲).

"جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ثوبان! فاطمہ کے لئے کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کڑے خرید لینا"۔

"التختم بالعظم جائزٌ، كذا في الغرائب"(۳).

وإذا جاز وأمكن أن يتخذ من عظام السلحفاة وغيرها الأسورة جاز"(٤).

---

(۱) (دار قطني ،كتاب الطهارة ،باب الدباغ: ٤٢/١، دار الكتب العلمية، بيروت).

(۲) (أبوداود ،كتاب الترجل ،باب ما جاء في الانتفاع بالعاج : ۲۲۷/۲، إمداديه).

(۳) (الفتاوى العالمكيرية، كتاب الكراهية، الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة: ۳۳۵/٥، رشيديه)

(٤) (مرقاة المفاتيح، كتاب اللباس، باب الترجل ، الفصل الثاني: ٢٤٨/٨، رشيديه).

پھولوں کا زیور

پھولوں کی مالا گردن میں ڈالنا یا پھولوں کا کڑا بنا کر ہاتھوں میں پہننا اور اسی قسم کی دیگر اشیاء کا استعمال بلا کراہت درست ہے۔

"وجميع أنواع الزينة بالحلی والطيب ونحو ذلك جائز لهن مالم يغيرن شيأً من خلقهن"(۱).

پلاسٹک کا زیور

اس سے ممانعت صراحتاً بلکہ اشارۃً بھی نہیں اور اشیاء میں اصل اباحت ہے کے قاعدے کے پیش نظر اسے جائز کہا جائے گا۔

"الأصل فی اللباس والزينة الحل والإباحة، سواء فی الثوب والبدن والمكان"(۲).

لوہے کا زیور

سونے اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں مثلاً لوہا، تانبہ، پیتل وغیرہ کے زیورات پہننا مکروہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

(۱) (عمدة القاری، كتاب اللباس، باب الطيب فی الرأس واللحية: ۹۲/۲۲، دارالكتب العلمية، بيروت).

(۲) (الفقه الإسلامی وأدلته، كتاب الحظر والإباحة، المبحث الثالث، اللبس: ۲٦۳۲/٤، رشيديه)

دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا مسئلہ ہے کہ تم سے بتوں کی بو آرہی ہے؟ اس شخص نے وہ انگوٹھی پھینک دی، جب دوسری مرتبہ آیا تو لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا، آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تم پر جہنمیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں، اس نے اسے بھی اتارا اور کہا کہ کس چیز (دھات) سے انگوٹھی بناؤں؟ آپ نے فرمایا: چاندی کی انگوٹھی بناؤ اور ایک مثقال سے زائد نہ ہو" (۱)۔

"والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء" (۲).

"والمبحث الثاني: إن النهي عن خاتم الحديد وغيره مخصوص بالخاتم أو شامل لسائر الحلي منها؟ فلم أر نصاً فيه في كلام الفقهاء إلا أن الحديث وكلام الفقهاء يرشدان إلى عدم الاختصاص؛ لأن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "مالي! أرى عليك حلية أهل النار"؟. وقال: "مالي! أرى منك ريح الأصنام"؟ فدل ذلك على أنه غير مخصوص بالخاتم بل يشمل كل حلية من الحديد أو الشبه أو النحاس والصفر، وكذا قول الفقهاء: إن النص معلول، وإلحاقهم الرصاص والنحاس والصفر بالشبه يدل على عدم الاختصاص بالخاتم، ثم لايخفىٰ أنه لا

---

(۱) (أبوداود، كتاب الخاتم، باب ماجاء في خاتم الحديد: ۲/۲۲۸-۲۲۹، إمداديه).
(النسائي، كتاب الزينة، مقدار مايجعل في الخاتم من الفضة: ۲/۲۸۸، قديمي).
(۲) (رد المحتار، كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس: ٦/٣٦٠، سعيد).

دخل للصورة الخاتمية في المنع، فلاوجه للاختصاص. والله أعلم"(۱).

دکھلاوے کے لئے زیورات پہننا

فخر وریاء اور دکھلاوے کی غرض سے جو بھی کام کیا جائے ناجائز ومکروہ ہے، اور احادیث میں عورتوں کے لئے سونے کے استعمال کی ممانعت بھی اظہار ودکھلاوے پر محمول ہے، لہٰذا اس نیت سے زیورات پہننا قطعاً جائز نہیں۔

"وتنبّه النسائي لهذه الدقيقة، يعقد باباً لعنوان "الكراهة للنساء في إظهار الحلي والذهب"، وأورد فيه مافيه قيد الإظهار، وماليس منه ذلك أشار إلى أن بعضها وإن كانت مطلقةً صورة لكنها مقيدة معنىً. ثم أشار بقوله في العنوان "في إظهار الحلي": إن هذا الإظهار ممنوع في مطلق الحلي وغير مخصوصٍ بالذهب بوجود علة النهي، ومن لم يتنبه لهذه الدقيقة قال ماقال"(۲).

تاج پہننا

عورتوں کی زینت میں تاج پہننے کو بڑی اہمیت حاصل تھی، اگرچہ موجودہ زمانے میں اس کا استعمال متروک ہوگیا، تاہم اگر کوئی تاج پہننے کا التزام کرے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔

---

(۱) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب خاتم الحديد: ۱۷/۳۲۹- ۳۳۰، إدارة القرآن).

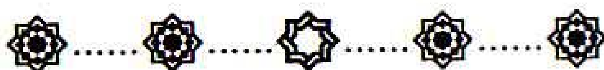
(۲) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والاباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ۱۷/۲۹۲-۲۹۳، إدارة القرآن).

"وأما التاج، فقال الرافعي: قال أصحابنا: إن جرت عادة النساء بلبسه جاز. وإلا حرم: لأنه شعار عظماء الروم، وكان معنى هذا أنه يختلف بعادة أهل النواحي.

فحيث جرت عادة النساء جاز وحيث لم يجز حرم حذراً من التشبه بالرجال. والمختار بل الصواب الجواز من غير ترديد لعموم الحديث"(١).

وأسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يجعله لوجهه خالصاً وأن ينفع به من طلبه أو كتبه أو قرأه أو أعان عليه أو عمل بشى منه وأن يمن عليه وعلينا بالعمل به، وأن يجعله حجةً لنا لا علينا، وأن يختم لنا بخير أجمعين، ونسأله سبحانه وتعالىٰ الكريم المنان أن يخلصنا ويخلص بناء، ويكفينا ويكفى بناء، وأن يعافينا من شرور أنفسنا ومن سيأت أعمالنا. آمين يارب العالمين.

وصلى الله على سيدنا محمد خاتم النبين وإمام المرسلين وعلى آله وصحبه أجمعين وسلم تسليماً كثيراً إلى يوم الدين والحمدلله رب العلمين، وحسبنا الله ونعم الوكيل، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلى العظيم.



(١) (إعلاء السنن، كتاب الحظر والإباحة، باب حرمة الذهب على الرجال: ١٧/ ٢٩٤، إدارة القرآن).

المصادر والمراجع

١ – اتحاف السادة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، عباس أحمد الباز، مكة.

٢ – احسن الفتاویٰ للمفتی رشید أحمد، سعید.

٣ – اسلام صحت اور جدید سائنسی تحقیقات، ادارہ اشاعت اسلام.

٤ – اعلاء السنن للعلامة ظفر أحمد العثمانی، إدارة القرآن.

٥ – اقتضاء الصراط المستقيم للعلامة ابن القيم، نزاز مصطفیٰ الباز.

٦ – البحر الرائق لابن نجيم، رشيدية كوئٹه.

٧ – بدائع الصنائع، للكاسانی، رشيدية كوئٹه.

٨ – بذل المجهود لخليل أحمد السهارنفوری، معهد الخليل الإسلامی، كراتشی.

٩ – تاليفات اشرفيه للعلامة رشيد أحمد الجنجوهی، إدارة إسلاميات.

١٠ – الترغيب والترهيب للمنذری، روضة القرآن بشاور.

١١ – تكملة عمدة الرعاية للعلامة فتح محمد، سعيد.

١٢ – جامع الرموز للقهستانی، سعيد.

۱۳ – حاشية الطحطاوی علی الدر لأحمد بن محمد الطحطاوی، دار المعرفة.
۱۴ – الحاوی للفتاویٰ للسیوطی، دار الفکر بیروت.
۱۵ – خلاصة الفتاویٰ، رشیدیة کوئٹه.
۱۶ – خواتین کی صحت، ڈاکٹر ثمرین فرید، دار الشعور، لاهور.
۱۷ – ردالمحتار لإبن عابدین، سعید.
۱۸ – رسائل ابن عابدین لابن عابدین، قاسمیه کوئٹه.
۱۹ – روح المعانی للعلامة الآلوسی، إحیاء التراث العربی.
۲۰ – الزواجر عن اقتراف الکبائر لإبن حجر الهیثمی، دارلفکر.
۲۱ – السعایة للعلامة اللکهنوی، سهیل اکیڈمی.
۲۲ – سنت نبوی اور جدید سائنس، حکیم طارق محمود چغتائی، دار الکتاب، لاہور.
۲۳ – سنن ابن ماجه للإمام محمد یزید، قدیمی.
۲۴ – سنن أبی داؤد للإمام سلیمٰن بن أشعث، امدادیة.
۲۵ – سنن الترمذی للإمام أبی عیسی، سعید.
۲۶ – سنن الدارقطنی للإمام علی بن عمر، دار الکتب العلمیة.
۲۷ – سنن النسائی للإمام أحمد بن شعیب، قدیمی.
۲۸ – شرح الأشباه والنظائر للحموی، إدارة القرآن.
۲۹ – شرح النووی علی مسلم للنووی، قدیمی.

۳۰-صحت اور جدید ریسرچ، دار المطالعه بهاولپور.

۳۱- الصحیح للبخاری للإمام محمد بن اسماعیل، قدیمی.

۳۲- الصحیح لمسلم للإمام مسلم بن الحجاج، قدیمی.

۳۳- العرف الشذی لأنور شاه الکشمیری، ایچ ایم سعید.

۳۴- عمدة القاری للعینی، دار الکتب العلمیة.

۳۵- الفتاویٰ البزازیة، رشیدیه.

۳۶- فتاویٰ رحیمیه (مبوب) لمفتی عبدالرحیم، دار الاشاعت.

۳۷- الفتاویٰ السراجیة، سعید.

۳۸- الفتاویٰ العالمکیریة لجماعة من علماء الهند، رشیدیة.

۳۹- فتاویٰ الکهنوی للعلامة عبدالحی.

۴۰- الفتاویٰ المهدیة، المکتبة العربیة، کوئٹه.

۴۱- فتح باب العنایة للعلامة علی بن سلطان القاری، سعید.

۴۲- فتح الباری للحافظ ابن حجر، قدیمی.

۴۳- الفقه الإسلامی للدکتور وهبة الزحیلی، رشیدیة.

۴۴- فقه السنة للسید السابق، دار الکتاب العربی.

۴۵- فیض الباری لأنور شاه الکشمیری، خضر راه بکڈپو دیوبند.

۴۶- کفایت المفتی للمفتی کفایت الله، دار الاشاعت.

۴۷- الکوکب الدری للعلامة رشید أحمد الجنجوهی، إدارة

القرآن.
٤٨- مجموعة الفتاوىٰ لإبن تيمية، مكتبة العبيكان.
٤٩- مجمع الزوائد، للعلامة الهيثمي، دارالفكر.
٥٠- مجموعة رسائل الكهنوى للكنوى، إدارة القرآن.
٥١- المدخل لابن الحاج، دارالفكر.
٥٢- مرقاة المفاتيح لعلى القارى، رشيدية.
٥٣- مسند أحمد للإمام أحمد بن حنبل، إحياء التراث العربى.
٥٤- مسند الإمام الأعظم، نور محمد.
٥٥- مشكوة المصابيح، للعلامة ولى الدين الخطيب، قديمى.
٥٦- مصنف ابن أبى شيبة، دارالكتب العلمية.
٥٧- الملتقط فى الفتاوىٰ الحنفية، مكتبة حقانيه كوئٹه.
٥٨- مؤطا إمام مالک للإمام مالک بن أنس، مير محمد.
٥٩- النتف فى الفتاوىٰ للعلامة السُغدى، سعيد.
٦٠- الهداية للعلامة المرغينانى، امداديه.